عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۳ ۔ شمارہ نمبر: ۳۹
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

۲۷ رمضان المبارک

پاکستان غمگین ہے! اُداس ہے

(اداریہ)

مسلمان عورت کہاں جارہی ہے؟

مرزا قادیانی
علمیت اور الہامات کی حقیقت

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد زکی کیفی

اے دوست مرے واسطے بس اب یہ دعا کر
کیفی کو الٰہی! غم محبوبؐ عطا کر
کچھ اشک ندامت کے سوا پاس نہیں ہے
لایا ہوں میں دامن میں یہی اپنے سجا کر
یہ اشک ندامت بھی بڑی چیز ہے اے دل
آنکھوں میں چھپا لے در مقصود بنا کر
اک بار ہے دل کھول کے رونے کی تمنا
سر روضہ اقدس پہ ندامت سے جھکا کر
عشاق مدینہ کی دعا ہے یہ خدا سے
جنت میں عطا ہم کو مدینہ کی فضا کر
کچھ اسوۂ حسنیٰ پہ عمل بھی تو کر اے دل!
یہ فرض محبت ہے، اسے بھی تو ادا کر
دنیا کی ہر اک چیز نگاہوں سے چھپا دے
یارب! رخ پرنور کی تصویر دکھا کر
توصیف کا حق کیا ہو ادا تیری زباں سے
بس ورد زباں صل علیٰ صل علیٰ کر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
کراچی
ختم نبوۃ
انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۳ ● شمارہ نمبر ۳۹ ● تاریخ ۲۵ رمضان المبارک تا ۲ شوال ۱۴۱۵ھ ● بمطابق ۲۶ فروری تا ۴ مارچ ۱۹۹۵ء

اس شمارے میں

۱۔ نعت شریف ۲
۲۔ ۲۷ رمضان المبارک (اداریہ) ۳
۳۔ فضائل و مسائل عیدالفطر ۶
۴۔ مسلمان عورت کہاں جارہی ہے؟ ۹
۵۔ سردار فضل محمد خان خاکوانی کا سانحہ ارتحال ۱۱
۶۔ مرزا قادیانی۔ علمیت والہامات کی حقیقت ۱۲
۷۔ آپ کے مسائل ۱۹
۸۔ عیدالفطر۔ پیام مسرت اور دعوت غور و فکر ۲۳
۹۔ گوشہ کتب ۲۴
۱۰۔ قرآن کریم غیر مسلم مستشرقین کی نظر میں ۲۶

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

زر تعاون
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۳۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۱۵۰ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۲۰۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

پبلشر: عبدالرحمن باوا ○ طابع: سید شاہ حسن ○ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت: ۱۰۳ پیراڈائز لائن کراچی

یوم پاکستان ۲۷ رمضان المبارک

سرزمین پاکستان غمگین ہے! اداس ہے!

پاکستان نے جن لوگوں کو گمنام وادیوں اور جنگلوں سے ایوان اقتدار میں پہنچایا' عراۃ و حفاۃ کو دولت کو تجوریوں پر بٹھایا' وہی لوگ اس کو دولخت' کرنے کے بعد بھی باقی ماندہ سرزمین کی پاکیزگی روندڈالنے کی تدبیروں میں مصروف ہیں

پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ

برطانوی متحدہ ہندوستان کا کونہ کونہ اس نعرے سے گونج رہا تھا۔ اسلامیان ہند کا عوامی رجحان تقسیم ہند کے فارمولے کو قبول کرکے مسلمانوں کے لئے ایک ایسے علیحدہ وطن کے لئے سرگرم عمل تھا' جس میں مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ ہو' جان و مال محفوظ ہو' عزت و آبرو کی طرف میلی نظر اٹھانے والا کوئی نہ ہو' اسلام کے عادلانہ نظام معاشرت و سیاست سے ہر مسلمان سکھ چین کی زندگی گزارنے کے لائق ہو۔ کسی فرد کے حقوق غصب کرنے والا غاصب نہ ہو۔ جہاں ظالم کے لئے جائے پناہ نہ ہو۔ مظلوم کی آہ و فغاں نہ ہو۔ بیکس و مجبور مغموم نہ ہو۔ ایک طبقہ ظالم اور دوسرا مظلوم نہ ہو۔ ایسا خطہ زمین جہاں اسلام کا بول بالا ہو۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق مسلمانوں کی زندگی بسر ہو۔ اسلام کے نام لیوا اسلامی جہاد کے جذبے سے سرشار دنیائے کفر پر لرزہ طاری کردیں گے۔ جس کا سب سے زیادہ فائدہ ہندوستان میں رہ جانے والے مسلمانوں کو یہ ہوگا کہ ہندوان کی طرف نگاہ غلط سے نہ دیکھ سکے گا۔

برطانوی ہند کے مسلمانوں کے ایسے ہی جذبات نے تحریک پاکستان کو کس قدر جذباتی رنگ دیا تھا' یہ ایک مستقل موضوع سخن ہے۔ تاہم ایسے جذبات کی رو میں بہنے والی قوم نے خدا ترس حقیقی ناصحین کی ناخن ہوش و خرد لینے کی باتوں کو پس پشت ڈال دیا اور

مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ

کے نعروں کی گونج میں ۲۷ رمضان کی مقدس رات کو ہندوستان کو تقسیم کرکے پاکستان کے قیام کا اعلان کردیا گیا۔ مسلمانوں کے ہزاروں قافلے' اسلام کے نام پر اسلام کے لئے حاصل کئے گئے اس نوزائیدہ وطن کی جانب رواں دواں ہوگئے۔ صدیوں سے ایک جگہ رہنے والے خون کے پیاسے ہوگئے۔ انسان کٹے' مسلمان کٹے' مسلمان کے خون کی ارزانی ہوگئی' عزت و آبرو بے قیمت ہو کر رہ گئی' ہزاروں مسلمان خواتین سکھوں اور ہندوؤں کے قبضے میں چلی گئیں' لٹے پٹے قافلے پاکستانی سرحدوں میں داخل ہوئے' تاریخ نے آنکھیں پھیرلیں' کوئی پرسان حال نہیں' زخموں سے چور مسلمان مہاجرین کی آنکھوں کے سامنے سے جذباتیت کے سارے پردے ہٹ گئے۔

ایوان سجے' حکومت قائم ہوئی' سر ظفر اللہ خاں قادیانی جیسے لوگ حکومت کی مسند پر نظر آئے' اسلام کا نام لے کر جس ملک کی بنیاد رکھی گئی وہاں کے حکمران اسلام کے نام سے گھبرانے لگے' بڑی مشکلوں سے قرارداد مقاصد پاس ہوئی تو تاریخ کے ریکارڈ پر یہ بات آئی کہ "اسلام" کو پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دے کر آج ہم دنیا کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے" یہ جملے کہتے ہوئے رہنمایان قوم ایوان سے باہر نکلے۔ پھر اسلام کا چہرہ مسخ کرنے اور مسلمان قوم کا اسلام سے رشتہ ختم کرنے کی کارروائیاں شروع ہوئیں۔ منکرین ختم نبوت غلام احمد قادیانی کی امت قادیانیوں کو ایک منصوبے کے تحت سول اور فوج کے اعلیٰ مناصب پر مسلط کیا جانے لگا۔ منکرین حدیث کے سرخیل غلام احمد پرویز کی مکمل سرپرستی کرکے علماء امت کو نیچا دکھانے کے لئے بحث و مباحثہ میں الجھانے کی سعی لاحاصل کا وطیرہ اختیار کیا' ثقافت کے نام پر بے حیائی و فحاشی کو فروغ دینے والے ادارے قائم کئے جانے لگے' بے پردگی اور عریانیت پھیلانے کے لئے حقوق نسواں کے تحفظ کے عنوان سے انجمنیں قائم کی جانے لگیں' تعلیم کے نام پر مخلوط انگریزی تعلیمی اداروں کے قیام کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ چشم فلک نے فرعون کی دستبرد سے نجات پانے والی بنی اسرائیل جیسی عہد شکن قوم دیکھی تھی' مگر مسلمانوں کی قیادت کو اس سے بھی چند قدم آگے پایا۔ تاریخ اس دیدہ دلیری سے عہد شکنی کے اس عمل کو حیرت و استعجاب سے دیکھ رہی تھی۔ مغرب کے پروردہ حکمران طبقے نے مغربی معاشرت و طرز سیاست کو رواج دینے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مسلمانوں

نے قادیانیوں کے خلاف احتجاج کیا تو مسلم خون سے سرزمین پاکستان کو رنگین بنادیا گیا۔ ۱۹۵۸ء میں بساط سیاست لپیٹ کر مارشل لاء کا مہیب سائبان تان دیا گیا۔ واضح قرآنی احکامات کے مخالف عائلی قوانین مسلط کردیئے۔ طاقت کے نشے میں حکمران پاکستان پر بادشاہت کے خواب دیکھنے لگے۔ قوم کی یلغار سے سنگھاسن ڈول گیا۔ دوسرا مارشل لاء آگیا۔ کچھ عرصہ بعد سیاست کی بساط پھر سے بچھانے کی تیاری ہوئی۔ ایک نومولود سیاسی جماعت نے قادیانیوں سے معاہدات کے عنوان سے امریکی آشیرباد حاصل کرلی۔ وائے افسوس جن لوگوں کو پاکستان نے گمنام وادیوں اور جنگلوں سے ایوان اقتدار میں پہنچایا' وہی لوگ اس کو دولخت کرنے پر کمربستہ ہوگئے۔ ادھر ہم ادھر تم کے نعرے بلند ہوئے اور سقوط ڈھاکہ کی صورت میں مسلمانوں کی اتنی بڑی فوج نے تاریخ میں شاید پہلی بار ہتھیار ڈال کر پاکستان کے مشرقی بازو کو کاٹ ڈالا۔ اس ساری کارروائی میں قادیانی گروہ کے سرغنہ ایم ایم احمد کی کارگزاری نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ حمود الرحمٰن کمیشن کی رپورٹ شائع ہوجاتی تو کافی حد تک درون پردہ چہرے دیکھے جاسکتے تھے۔

باقی ماندہ پاکستان کو اشاعتی میڈیا میں نئے پاکستان کا نام دیا گیا' جس پر اچھوتے انداز کا سول مارشل لاء کا سائبان قائم رہا۔ مقاصد پاکستان قوم کی نظروں سے اوجھل ہوتے گئے۔ حکمران گروہ قادیانیوں سے ایک معاملہ کرچکا تھا۔ اقتدار میں آنے کے بعد ان کو کھلی چھوٹ مل گئی۔ بڑے سول اور فوجی عہدوں پر سابقہ تسلط کو اور وسیع کردیا گیا حتیٰ کہ فضائیہ کی سربراہی نشست پر مشہور قادیانی ایم ظفر کو بٹھادیا گیا۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے زخم تازہ تھے' قوم بدحال تھی' اس کو عوامی حکمرانی کے نام کے شکنجے میں کس دیا گیا۔ مہربان اللہ نے قوم کی زبوں حالی پر رحم کیا' تکوینی اسباب پیدا کردیئے' ربوہ کے اسٹیشن پر مسلمان طلبہ پر قادیانی گروہ نے حملہ کردیا۔ خوابیدہ اسلامی جذبات بیدار ہوگئے۔ تحریک چلی۔ مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہوا۔ قادیانی گروہ کو امت مسلمہ سے کاٹ ڈالا گیا مگر صرف بعض قانونی تقاضے پورے کیے گئے۔ قادیانیوں کا تسلط برقرار رہا۔ مصلحت کوش حکمران اپنے ہاتھوں تاریخ کی چکی میں پس گئے۔ نیا مارشل لاء پھر قوم و ملک کا مقدر بن کر سائبان تانے رہا۔ جمہوری دور شروع ہوا۔ سازشوں کے تانے بانے بنے گئے۔ اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے ملک میں اسلام کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے نسوانی حکومت مسلط کردی گئی۔ اسلام کی رہی سہی ساکھ ختم کرنے کے دھندے شروع ہوئے۔ اسلامی قوانین و تعزیرات کو ظالمانہ قرار دینے کا پروپیگنڈہ شروع ہوا۔ مکافات عمل کا شکار ہو کر صرف اٹھارہ ماہ بعد نئے انتخابات کا اعلان ہوگیا۔ سیاست کی بساط پر جاگیرداروں کی جگہ صنعت کاروں کو غلبہ حاصل ہوا۔ پاکستان نے جن مراۃ و حفاۃ کو دولت کی تجوریوں پر بٹھایا' انہوں نے فاذنوا بحرب من اللّٰہ و رسولہ کا راستہ پسند کیا' جس شریعت بل کو سینٹ میں خود انہوں نے پاس کیا تھا' ایوان اقتدار میں پہنچ کر اسی کی دھجیاں بکھیر ڈالیں۔ تاریخ نے ان کو ایوان میں واضح اکثریت کے باوجود بے اختیار دبے مراد سرگرداں دیکھا۔

حیرت ناک اور تعجب خیز معاملہ ہے کہ پاکستان کے ایوان اقتدار سے ہر حکمران ذلت و خواری کا تاج سجا کر نکلا مگر کسی نے بھی سبق حاصل نہ کیا' عبرت نہ پکڑی۔ قوموں کی زندگی میں پچاس سال نصف دن کے برابر شمار کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ۲۷ رمضان المبارک کو جس عہد و پیمان کے ساتھ دنیا کے نقشے پر فطری ملکی تقسیم کے برعکس محض نظریاتی بنیادوں کے مطابق اسلام کے نام پر پاکستان ایک "اسلامی ملک" کے طور پر ابھر کر سامنے آیا' اس میں ایوان اقتدار پر قابض گروہوں کی زندگی کا نصف دن عہد شکنی اور پاس وفا سے خالی گزر گیا۔ قوم منزل کا راستہ بھول چکی ہے۔ میدان تیہ قید میں سرگرداں ہے۔ رہنما کوئی نہیں' رہبر ملتا نہیں۔ ملک پر پھر نسوانی حکومت کا تسلط ہے۔ نئے معاشرتی نظام کے نام پر قوم کو مغرب کی گود میں ڈال دینے کے پروگرام بن رہے ہیں۔ بہبود آبادی کے خوشنما عنوان سے عفت و عصمت کے اسلامی و مشرقی معیار کی دھجیاں بکھیرنے کا اعلان ہو رہا ہے۔ اسلام کی تعلیمات کے محافظ دینی اداروں کو تباہ کردینے کے منصوبے بن رہے ہیں۔ ملک کو ٹکڑوں میں بانٹ دینے کی باتیں اخباروں میں چھپ رہی ہیں۔

سرزمین پاکستان بہت غمگین ہے' اسلام کے مقدس نام کا حوالہ دے کر پاک ستان بنایا گیا اور اسلام ہی کو یہاں بازیچہ اطفال بنادیا گیا۔

سرزمین پاکستان بہت مغموم ہے' اللہ نے اس کی تہوں میں معدنیات کے خزانے جمع کر رکھے ہیں۔ حکمرانوں نے بھاری قرضوں کے عوض اس سرزمین کو رہن رکھ چھوڑا۔

پاکستان اداس ہے' ہندو سے عزت و عصمت بچانے کے لئے قوم نے اتنی بڑی قربانی دی اور یہی جنس یہاں آزادی و ترقی کے نام پر ارزاں کرنے کی نہ صرف تعلیم دی جارہی ہے بلکہ اس کے لئے قانون بنائے جارہے ہیں۔

پاکستان نوحہ خواں ہے' محمد عربی ﷺ کے نام لیواؤں نے مدنی اسلام کو زندگی کے ہر شعبہ میں جاری ساری کرنے کے لئے الگ ملک حاصل کیا' یہاں پر محمد عربی ﷺ کی ختم نبوت کے منکروں کو تسلط دیا جارہا ہے۔

پاکستان ماتم کناں ہے کہ قیام پاکستان کے مقاصد وہ بتائے جارہے ہیں' جو لاکھوں جانوں اور عزتوں کی بربادی کے بغیر متحدہ ہندوستان میں بھی حاصل ہوسکتے تھے۔

سرزمین پاکستان کس کو پکارے؟ کون ہے جو

پاکستان کی غمگینی کو دور کرے؟

پاکستان کے غم کا مداوا کرے؟

پاکستان کو اداسی سے نجات دلائے؟

پاکستان کی نوحہ خوانی میں تسلی دے؟

پاکستان کو ماتم کناں ہونے سے روک سکے؟

۲۷ رمضان المبارک کی شب ہر پاکستانی مسلمان سے سوال کررہی ہے!

فضائل و مسائل عیدالفطر

مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ

ہر قوم کے کچھ خاص تہوار اور جشن کے دن ہوتے ہیں' جن میں اس قوم کے لوگ اپنی اپنی حیثیت اور سطح کے مطابق اچھا لباس پہنتے اور عمدہ کھانے پکاتے کھاتے ہیں' اور دوسرے طریقوں سے بھی اپنی اندرونی مسرت و خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ گویا انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اسی لئے انسانوں کا کوئی طبقہ اور فرقہ ایسا نہیں ہے جس کے ہاں تہوار اور جشن کے کچھ خاص دن نہ ہوں۔

اسلام میں بھی ایسے دو دن رکھے گئے ہیں۔ ایک عیدالفطر اور دوسرے عیدالاضحیٰ۔ بس یہی مسلمانوں کے اصل مذہبی و ملی تہوار ہیں۔ ان کے علاوہ مسلمان جو تہوار مناتے ہیں ان کی کوئی مذہبی حیثیت اور بنیاد نہیں ہے' بلکہ اسلامی نقطہ نظر سے ان میں سے اکثر خرافات ہیں۔

مسلمانوں کی اجتماعی زندگی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ آگئے۔ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ ان دونوں تہواروں کا سلسلہ بھی اسی وقت سے شروع ہوا ہے۔

جیسا کہ معلوم ہے کہ عیدالفطر رمضان المبارک کے ختم ہونے پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے اور عیدالاضحیٰ ۱۰ ذی الحجہ کو۔ رمضان المبارک دینی و روحانی حیثیت سے سال کے بارہ مہینوں میں سب سے مبارک مہینہ ہے۔ اسی مہینہ میں قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا۔ اسی پورے مہینے کے روزے امت مسلمہ پر فرض کئے گئے۔ اس کی راتوں میں ایک مستقل باجماعت نماز کا اضافہ کیا گیا اور ہر طرح کی نیکیوں میں اضافہ کی ترغیب دی گئی۔ الغرض یہ پورا مہینہ خواہشات کی قربانی اور مجاہدہ کا اور ہر طرح کی طاعات و عبادات کی کثرت کا مہینہ قرار دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ اس مہینہ کے خاتمہ پر جو دن آئے ایمانی اور روحانی برکتوں کے لحاظ سے وہی سب سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو اس امت کے جشن و مسرت کا دن اور تہوار بنایا جائے۔ چنانچہ اسی دن کو عیدالفطر قرار دیا گیا۔ اور ۱۰ ذی الحجہ وہ مبارک تاریخی دن ہے جس میں امت مسلمہ کے مؤسس و مورث اعلیٰ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دانست میں اللہ تعالیٰ کا حکم و اشارہ پاکر اپنے لخت جگر سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو ان کی رضامندی سے قربانی کے لئے اللہ کے حضور پیش کرکے اور ان کے گلے پر چھری رکھ کر اپنی سچی وفاداری اور کامل تسلیم و رضا کا ثبوت دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے عشق و محبت اور قربانی کے اس امتحان میں ان کو کامیاب قرار دے کر حضرت اسماعیلؑ کو زندہ و سلامت رکھ کر ان کی جگہ ایک جانور کی قربانی قبول فرمالی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سر پر انی جاعلک للناس اماما کا تاج رکھ دیا تھا اور ان کی اس ادا کی نقل کو قیامت تک کے لئے "رسم عاشقی" قرار دے دیا تھا۔ پس اگر کوئی دن کسی عظیم تاریخی واقعہ کی یادگار کی حیثیت سے تہوار قرار دیا جاسکتا ہے تو اس امت مسلمہ کے لئے جو ملت ابراہیمی کی وارث اور اسوۂ خلیلی کی نمائندہ ہے ۱۰ ذی الحجہ کے دن کے مقابلے میں کوئی دوسرا دن اس کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ اس لئے دوسری عید ۱۰ ذی الحجہ کو قرار دیا گیا۔ جس وادی غیر ذی زرع میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا یہ واقعہ پیش آیا تھا' اسی وادی میں پورے عالم اسلامی کا حج کا سالانہ اجتماع اور اس کے مناسک قربانی وغیرہ اس واقعہ کی گویا اصل اور اول درجے کی یادگار ہے' اور ہر اسلامی شہر اور بستی میں عیدالاضحیٰ کی تقریبات نماز اور قربانی وغیرہ بھی اسی کی گویا نقل اور دوم درجہ کی یادگار ہے۔ بہرحال ان دونوں (یکم شوال اور ۱۰ ذی الحجہ) کی ان خصوصیات کی وجہ سے ان کو یوم العید اور امت مسلمہ کا تہوار قرار دیا گیا۔

اس تمہید کے بعد ان دونوں عیدوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں ذیل میں پڑھئے۔ اصل مقصد تو یہاں عیدین کی نماز کا بیان ہے' لیکن "ضمناً" اور "تبعاً" ان دونوں عیدوں سے متعلق دوسرے اعمال و احکام کی حدیثیں بھی یہیں درج کی جائیں گی' جیسا کہ حضرات محدثین کا عام طریقہ ہے۔

عیدین کا آغاز

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ (جن کی کافی تعداد پہلے ہی سے اسلام قبول کرچکی تھی) دو تہوار منایا کرتے تھے' اور ان میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ یہ دو دن جو تم مناتے ہو ان کی کیا حقیقت اور حیثیت ہے؟ (یعنی تمہارے ان تہواروں کی کیا اصلیت اور تاریخ ہے؟) انہوں نے عرض کیا کہ ہم جاہلیت میں (یعنی) اسلام سے پہلے یہ تہوار اسی طرح منایا کرتے تھے (بس وہی رواج ہے جو اب تک چل رہا ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو تہواروں کے بدلہ میں ان سے بہتر دو دن تمہارے لئے مقرر کردیئے ہیں (اب وہی تمہارے قومی اور مذہبی تہوار ہیں) یوم عیدالاضحیٰ اور یوم عیدالفطر۔ (سنن ابی داؤد)

تشریح

قوموں کے تہوار دراصل ان کے عقائد و تصورات اور انکی تاریخ و روایات کے ترجمان اور ان کے قومی مزاج کے آئینہ دار ہوتے ہیں' اس لئے ظاہر ہے کہ اسلام سے پہلے اپنی جاہلیت کے دور میں اہل مدینہ جو دو تہوار مناتے تھے وہ جاہلی مزاج و تصورات اور جاہلی روایات ہی کے آئینہ دار ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے بلکہ حدیث کے صریح الفاظ کے مطابق خود اللہ تعالیٰ نے ان قدیمی تہواروں کو ختم کرا کے ان کی جگہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ دو تہوار اس امت کے لئے مقرر فرمادیئے جو اس کے توحیدی مزاج اور اصول حیات کے عین مطابق اور اس کی تاریخ و روایات اور عقائد و تصورات کے پوری طرح آئینہ دار ہیں۔ کاش اگر مسلمان اپنے ان تہواروں ہی کو صحیح طور پر اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایت و تعلیم کے مطابق منائیں تو اسلام کی روح اور اس کے پیغام کو سمجھنے سمجھانے کے لئے صرف یہ دو تہوار ہی کافی ہوسکتے ہیں۔

عیدین کی نماز اور خطبہ وغیرہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نماز پڑھاتے تھے' پھر نماز سے فارغ ہوکر لوگوں کی طرف رخ کرکے خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے تھے اور لوگ بدستور صفوں میں بیٹھے رہتے تھے' پھر آپ ان کو خطبہ اور وعظ و نصیحت فرماتے تھے اور احکام دیتے تھے اور اگر آپ کا ارادہ کوئی لشکر یا دستہ تیار کرکے کسی طرف روانہ کرنے کا ہوتا تو آپ (عیدین کی نماز و خطبہ کے بعد) اس کو بھی روانہ فرماتے تھے یا کسی خاص چیز کے بارے میں آپ کو کوئی حکم دینا ہوتا تو اسی موقع پر وہ بھی دیتے تھے پھر (ان سارے مہمات سے فارغ ہوکر) آپ ﷺ عیدگاہ سے واپس ہوتے تھے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

تشریح

جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا عام معمول یہی تھا کہ عیدین کی نماز آپ مدینہ طیبہ کی آبادی سے باہر اس میدان میں پڑھتے تھے' جس کو آپ نے اس کام کے لئے منتخب فرمالیا تھا اور گویا (عیدگاہ) قرار دے دیا تھا۔ اس وقت اس کے گرد کوئی چہار دیواری بھی نہیں تھی' بس صحرائی میدان تھا۔ لوگوں نے لکھا ہے کہ مسجد نبویؐ سے قریباً ایک ہزار قدم کے فاصلے پر

تھا۔ آپؐ نے عید کی نماز ایک مرتبہ بارش کی مجبوری سے مسجد شریف میں بھی پڑھی ہے۔ جیساکہ آگے ایک حدیث میں اس کا ذکر آئے گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید کے دن نماز و خطبہ کے بعد عید گاہ ہی میں اعلاء کلمۃ الحق کے لئے مجاہدین کے لشکر اور دستے بھی منظم کئے جاتے تھے اور وہیں سے ان کو روانہ اور رخصت کیا جاتا تھا۔

عیدین کی نماز بغیر اذان و اقامت ہی سنت ہے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز ایک ہی دو دفعہ نہیں بلکہ بہت دفعہ پڑھی ہے' ہمیشہ بغیر اذان اور بغیر اقامت کے۔ (صحیح مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ میں عید کے دن نماز کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید گاہ حاضر ہوا تو آپؐ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی بغیر اذان اور اقامت کے' پھر جب آپؐ نماز پڑھ چکے تو بلال پر سہارا لگا کر آپؐ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے' پہلے اللہ کی حمد و ثنا کی' اور لوگوں کو پند و نصیحت فرمائی اور اللہ کی فرمانبرداری کی ان کو ترغیب دی۔ پھر آپ خواتین کے مجمع کی طرف گئے اور بلال آپؐ کے ساتھ ہی تھے۔ وہاں پہنچ کر آپؐ نے ان کو اللہ سے ڈرنے اور تقوے والی زندگی گزارنے کے لئے فرمایا اور ان کو پند و نصیحت فرمائی۔ (سنن نسائی)

تشریح

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں عید کے خطبہ میں مردوں کو خطاب فرمانے کے بعد عورتوں کو مستقل خطاب فرمانے کا ذکر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث جو صحیح مسلم میں ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپؐ نے اس لئے کیا تھا کہ آپؐ کے خیال میں خواتین آپؐ کا خطبہ سن نہیں سکی تھیں۔ واللہ اعلم۔

فائدہ

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں عیدین کی نماز میں خواتین بھی عام طور سے شریک ہوتی تھیں' بلکہ ان کے لئے یہ آپؐ کا حکم تھا لیکن زمانہ مابعد میں جب مسلم معاشرے میں فساد آگیا تو جس طرح امت کے فقہاء اور علماء نے جمعہ اور پنجگانہ نماز کے لئے خواتین کا مسجدوں میں آنا مناسب نہیں سمجھا' اسی طرح نماز عید کے لئے ان کا عید گاہ جانا بھی مناسب نہیں سمجھا۔

عیدین کی نماز سے پہلے اور بعد میں کوئی نفلی نماز نہیں ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر کے دن دو رکعت نماز پڑھی' اور اس سے پہلے یا بعد آپؐ نے کوئی نفلی نماز نہیں پڑھی۔ (صحیح بخاری و مسلم)

عیدین کی نماز کا وقت

یزید بن خمیر رحبی تابعی سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن نماز عید پڑھنے کے لئے لوگوں کے ساتھ عید گاہ تشریف لائے (امام کے آنے میں دیر ہوئی) تو آپؓ نے امام کی اس تاخیر کو منکر بتایا (اور اس کی مذمت کی) اور فرمایا کہ اس وقت تو ہم (رسول اللہ ﷺ کے ساتھ) نماز پڑھ کر فارغ ہو جایا کرتے تھے (راوی کہتے ہیں) اور یہ نوافل کا وقت تھا (نوافل سے مراد غالباً چاشت کے نوافل ہیں)۔ (سنن ابی داؤد)

تشریح

عبداللہ بن بسر صحابی رضی اللہ عنہ نے شام میں سکونت اختیار کر لی تھی' اور وہیں ۸۸ھ میں حمص میں ان کا انتقال ہوا۔ غالباً وہیں کا یہ واقعہ ہے کہ نماز عید میں امام کی تاخیر پر آپ نے نکیر فرمائی اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم لوگ نماز عید سویرے پڑھ کر فارغ ہو جایا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز کے وقت کے بارے میں سب سے زیادہ واضح حدیث وہ ہے جو حافظ ابن حجرؒ نے "تلخیص الحبیر" میں احمد بن حسن البناء کی "کتاب الاضاحی" کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے صحابی جندب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔

"رسول اللہ ﷺ عید الفطر کی نماز ہم لوگوں کو ایسے وقت پڑھاتے تھے کہ آفتاب بقدر دو نیزے کے بلند ہوتا تھا اور عید الاضحیٰ کی نماز ایسے وقت پڑھاتے تھے کہ آفتاب بقدر ایک نیزہ کے ہوتا تھا۔"

ہمارے زمانہ میں بہت سے مقامات پر عیدین کی نماز بہت تاخیر سے پڑھی جاتی ہے' یہ بلاشبہ خلاف سنت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابو عمیر سے روایت ہے وہ اپنے متعدد چچوں سے نقل کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کرامؓ میں سے تھے کہ ایک دفعہ ایک قافلہ (کہیں باہر سے) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور انہوں نے شہادت دی کہ کل (راستہ میں) انہوں نے چاند دیکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ روزے کھول دیں اور کل جب صبح ہو تو نماز عید ادا کرنے کے لئے عید گاہ پہنچیں۔"

(سنن ابی داؤد' سنن نسائی)

تشریح

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک دفعہ رمضان کی ۲۹ تاریخ کو چاند نظر نہیں آیا تو قاعدے کے مطابق اگلے دن سب لوگوں نے روزہ رکھا' لیکن دن ہی میں کسی وقت باہر کا کوئی قافلہ مدینہ طیبہ پہنچا اور ان لوگوں نے گواہی دی کہ ہم نے کل شام چاند دیکھا تھا تو آپ نے ان لوگوں کی گواہی قبول فرما کر لوگوں کو روزے کھولنے کا حکم دے دیا اور نماز عید کے لئے فرمایا کہ کل صبح پڑھی جائے گی۔

بظاہر یہ قافلہ دن کو دیر سے مدینہ پہنچا تھا اور نماز کا وقت نکل چکا تھا۔ شرعی مسئلہ بھی یہی ہے کہ اگر چاند کی رویت ایسے وقت معلوم ہو کہ نماز عید اپنے وقت پر نہ پڑھی جاسکتی ہو تو پھر اگلے دن صبح ہی کو پڑھی جائے گی۔

عیدین کی نماز میں قرائت

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود تابعی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ "ق والقرآن المجید" اور "اقتربت الساعۃ" (صحیح مسلم)

تشریح

یہ بات بعید از قیاس ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عیدین میں رسول اللہ ﷺ کی قرائت کے بارے میں خود یاد نہ رہا ہو اور اس وجہ سے انہوں نے ابو واقد لیثیؓ سے پوچھا۔ بظاہر حضرت عمرؓ کا یہ سوال یا تو ابو واقد لیثیؓ کے علم و حافظہ کا اندازہ کرنے کے لئے تھا یا اپنے مزید اطمینان کے لئے۔ واللہ اعلم۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ کی نماز میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتاک حدیث الغاشیۃ پڑھا کرتے تھے' اور جب (اتفاق سے) عید اور جمعہ ایک ہی دن پڑ جاتا تو بھی دونوں نمازوں میں یہی دونوں سورتیں پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم)

تشریح

ابو واقد لیثی اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کے ان دونوں بیانوں میں کوئی منافات نہیں ہے۔ عیدین کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کبھی سورۃ ق اور سورۃ قمر پڑھتے تھے' اور کبھی سورۃ اعلیٰ و سورۃ غاشیہ۔

بارش کی وجہ سے عید کی نماز مسجد میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ عید کے دن بارش ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو عید کی نماز مسجد نبویؐ ہی میں پڑھائی۔

(سنن ابی داؤد' سنن ابن ماجہ)

تشریح

عیدین میں "امت مسلمہ کا تہوار" اور "دینی جشن" ہونے کی جو شان ہے اس کا تقاضا یہی ہے کہ دنیا کی قوموں

کے جشنوں اور میلوں کی طرح ہمارا عیدین کی نماز والا اجتماع بھی کہیں کھلے میدان میں ہو اور جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا رسول اللہ ﷺ کا عام معمول و دستور بھی یہی تھا اور اس لئے عام حالات میں یہی سنت ہے لیکن حضرت ابوہریرہؓ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بارش کی حالت ہو (یا ایسا ہی کوئی اور سبب ہو) تو عید کی نماز بھی مسجد میں پڑھی جاسکتی ہے۔

عیدین کے دن کھانا نماز سے پہلے یا نماز کے بعد

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ عیدالفطر کی نماز کے لئے کچھ کھا کے تشریف لے جاتے تھے اور عیدالاضحیٰ کے دن نماز پڑھنے تک کچھ نہیں کھاتے تھے۔

(جامع ترمذی' سنن ابن ماجہ' سنن دارمی)

تشریح

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ بھی مروی ہے کہ عیدالفطر کے دن نماز کو تشریف لے جانے سے پہلے آپ چند کھجوریں تناول فرماتے تھے اور طاق عدد میں تناول فرماتے تھے۔

عیدالاضحیٰ کے دن نماز کے بعد کھانے کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ اس دن سب سے پہلے قربانی ہی کا گوشت منہ میں جائے' جو ایک طرف سے اللہ تعالیٰ کی ضیافت ہے۔ اور عیدالفطر میں علی الصبح نماز سے پہلے ہی کچھ کھالینا غالباً اس لئے ہوتا تھا کہ جس اللہ کے حکم سے رمضان کے پورے مہینہ دن میں کھانا پینا بالکل بند رہا' آج جب اسی کی طرف سے دن میں کھانے پینے کا اذن ملا' اور اسی میں اس کی رضا اور خوشنودی معلوم ہوئی تو طالب و محتاج بندہ کی طرح صبح ہی اس کی ان نعمتوں سے لطف اندوز ہونے لگے۔ بندگی کا مقام یہی ہے۔

گر طمع خواہد زمن سلطان دیں
خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

عیدگاہ کی آمدورفت میں راستہ کی تبدیلی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کے دن راستہ بدل دیتے تھے۔

(صحیح بخاری)

تشریح

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کی نماز کے لئے جس راستہ سے عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے' واپسی میں اس کو چھوڑ کر دوسرے راستہ سے تشریف لاتے تھے۔ علماء نے اس کی مختلف حکمتیں بیان کی ہیں۔ اس عاجز کے نزدیک ان میں سے زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ آپؐ یہ اس لئے کرتے تھے کہ اس طرح شعائر اسلام اور مسلمانوں کی اجتماعیت و شوکت کا زیادہ سے زیادہ اظہار و اعلان ہو۔ نیز عید میں جشن اور تفریح کا جو پہلو ہے اس کے لئے بھی یہی زیادہ مناسب ہے کہ مختلف راستوں اور بستی کے مختلف حصوں سے گزرا جائے۔ واللہ اعلم۔

صدقہ فطر' اس کا وقت اور اس کی حکمت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں سے ہر غلام اور آزاد پر اور ہر مرد و عورت پر اور ہر چھوٹے اور بڑے پر صدقہ فطر لازم کیا ہے' ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو' اور حکم دیا ہے کہ یہ صدقہ فطر نماز عید کے لئے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

تشریح

زکوٰۃ کی طرح صدقہ فطر بھی اغنیاء (دولت مندوں) ہی پر واجب ہے۔ چونکہ یہ بات مخاطبین خود سمجھ سکتے تھے' اس لئے اس حدیث میں اس کی وضاحت نہیں کی گئی' رہی یہ بات کہ اغنیاء کون ہیں اور اسلام میں دولت مندی کا معیار کیا ہے؟ اس کی وضاحت اور تفصیل زکوٰۃ کے بیان سے لی جاسکتی ہے۔

اس حدیث میں ہر فرد کی طرف سے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہی دو چیزیں اس زمانہ میں مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں عام طور سے بطور غذا کے استعمال ہوتی تھیں۔ اس لئے اس حدیث میں انہی دو کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ اس زمانہ میں ایک چھوٹے گھرانے کے ہر چھوٹے بڑے فرد کی جانب سے عیدالفطر کے دن اتنا صدقہ ادا کرنا ضروری قرار دیا گیا' جس سے ایک معمولی گھرانے کے ایک دن کے کھانے کا خرچ چل سکے۔ ہندوستان کے اکثر علماء کی تحقیق کے مطابق رائج الوقت سیر کے حساب سے ایک صاع تقریباً ساڑھے تین سیر کا ہوتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزوں کو فضول و لایعنی اور فحش باتوں کے اثرات سے پاک صاف کرنے کے لئے اور مسکینوں محتاجوں کے کھانے کے بندوبست کے لئے صدقہ فطر واجب قرار دیا۔ (سنن ابی داؤد)

تشریح

اس حدیث میں صدقہ فطر کی دو حکمتوں اور اس کے دو خاص فائدوں کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ ایک یہ کہ مسلمانوں کے جشن و مسرت کے اس دن میں صدقہ فطر کے ذریعہ محتاجوں' مسکینوں کی بھی شکم سیری اور آسودگی کا انتظام ہو جائے گا۔ اور دوسرے یہ کہ زبان کی بے احتیاطیوں اور بے باکیوں سے روزے پر جو برے اثرات پڑے ہوں گے' یہ صدقہ فطر ان کا بھی کفارہ اور فدیہ ہو جائے گا۔

دلچسپ اور معلوماتی کتابیں

۱۔ **شاہ جیؒ کے علمی و تقریری جواہر پارے۔** حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی حیات' دینی خدمات' حکایات اور علوم و معارف اور نکتہ سنجی کا قیمتی مجموعہ کتاب' دلچسپ اور پر از معلومات ہے۔ قیمت ۵۰ روپے۔

۲۔ **حکایات و عملیات مدنیؒ** ۔ حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ نے مدینہ طیبہ میں جوار نبی کریم ﷺ میں بیٹھ کر اٹھارہ سال درس حدیث دیا۔ اس کتاب میں آپ کی حیات' حکایات' کرامات' تعلیمات درج ہیں۔ قیمت ۲۰ روپے۔

۳۔ **حکایات الاسلاف عن روایات الاخلاف جلد اول۔** علماء دیوبند و سہارنپور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے علوم و معارف کے وارث اور نیکی و تقویٰ میں منفرد مثال کے مالک ہیں۔ یہ کتاب علماء مشائخ کی حکایات کا عجیب و دلچسپ مجموعہ ہے۔ قیمت ۴۰ روپے۔

۴۔ **سفر آخرت۔** موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ اس کی بابت ضروری معلومات' میت کے کفن دفن کے مسائل و احکام مفصل طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ یہ ہر گھر میں رہنی ضروری ہے۔ قیمت ۱۵ روپے۔

۵۔ **آسان عملیات و تعویزات۔** اس دور شر و فساد میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونے والا اور اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے والا ہی محفوظ رہ سکتا ہے۔ سحر' جادو' بندش' جملہ امراض' روزگار وغیرہ کا شرعی حل کتاب میں صرف مختصر اور تیر بہدف عملیات و تعویزات علماء دیوبند و سہارنپور کے درج ہیں۔ حصہ اول ۲۰ روپے۔ حصہ دوم ۲۰ روپے۔ حصہ سوم ۸۰ روپے۔

ملنے کا پتہ

III-E-ST.2

محبوب کارنر۔ فلیٹ نمبر۱۔ ناظم آباد نمبر ۳ کراچی

عربی مقالہ : السیدہ نعمتہ (قاہرہ بصرہ)
اردو ترجمہ : پروفیسر سید یحییٰ ندوی

مسلمان عورت کہاں جارہی ہے

تبرج کے معنی ہیں عورت کا اپنی زینت کے اظہار اور اپنی خوبصورتی کی نمود اور اپنے حسن و جمال کی نمائش میں انتہائی تکلف مبالغہ اور اہتمام سے کام لینا' اپنے بناؤ سنگار کا بے محابا اظہار کرنا' اپنے چہرے مہرے کے نکھار اور خدوخال کی خوبیوں کا اشتہار دینا' اپنے جسم کی فتنہ خیزیوں' اپنے کپڑے اور زیور اور زیب و زینت کی جھلکوں کو غیر محرم مردوں کے سامنے ظاہر کرنا۔

تبرج کا لفظ اصل میں برج سے ماخوذ ہے۔ برج اونچی عمارتوں' بلند محلوں' رفیع قلعوں کی چوٹیوں اور بلند اور نمایاں ترین کنگروں کو کہتے ہیں۔ ایک متبرجہ یعنی بے پردہ اور بے حجاب اور خودنمائی کی دلدادہ عورت ہر امکانی تصنع اور تکلف کو کام میں لاتی ہے' اپنے حسن و جمال کے ایک ایک خدوخال کو ہر گھورنے والے مرد کے سامنے پیش کرتی ہے اور ہر نظارہ کرنے والے کی نگاہ کو اپنے اعلان حسن کے ذریعہ جذب کرلینا چاہتی ہے۔ وہ اپنے حسن عریاں اور جمال نمایاں سے لذت اندوز ہونے والی نگاہوں کو دعوت نظارہ دیتی اور ہر ناظر کو اپنی جانب لطف اندوزی کے لئے اسی طرح کھینچ لینا چاہتی ہے جس طرح ایک برج اپنی رفعت شان کا اعلان کرتا ہوا ہر دیکھنے والے کی نگاہ کو اپنی جانب ملتفت کرلیتا ہے۔

بلاشبہ تبرج عورت کے جوہر شرم و حیا سے عاری ہونے کی نمایاں دلیل ہے۔ کیونکہ شرم و حیا کا پاس اور عفت و عصمت کا لحاظ ہی وہ آہنی دیواریں ہیں جو عورت کی عزت و آبرو کی سب سے بڑی محافظ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی پاکیزہ عورتوں کی تعریف و توصیف ان الفاظ میں فرمائی ہے: مقصورات فی الخیام و قاصرات الطرف

(خیموں میں رکی رہنے والیاں اور نگاہیں نیچی کرنے والیاں)

" تبرج" یعنی عورت کا بے پردہ ہو کر نکلنا اور اجنبی اور غیر محرم مردوں کے سامنے اپنے حسن و جمال کی نمائش کرنا اور اپنے زیب و زینت اور بناؤ سنگھار کے فتنہ خیز مقامات کو برملا مردوں کے سامنے کھولنا اور پیش کرنا عورت کی بے حیائی اور بے شرمی کی سب سے بڑی نشانی ہے۔ یہ عصمت و عفت کی طرف سے اس کی بے پروائی کی روشن شہادت ہے۔ یہ تبرج اور بے حجابی اللہ تعالیٰ کی شریعت اور اس کے دین کی کھلی توہین ہے اور شریعت اسلامی کے استخفاف کی نمایاں دلیل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے عتاب و غضب کو کبرو نخوت کے سبب خاطر میں نہ لانے کی بہت بڑی علامت ہے۔

ایک بدکردار فاحشہ عورت کے لئے حسن و جمال کو چھپانا بڑا دشوار ہوتا ہے۔ جب ایسی عورت کو اپنے حسن و جمال اور ناز و انداز سے مردوں کو گرویدہ کرنے کا موقع نہیں ملتا تو اس کے دل کو اس بات سے بڑا دکھ پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی نمائش جمال اور نمود حسن کی راہ شوق میں اپنی عزت کی حفاظت کی طرف سے بھی بے نیاز ہوجاتی ہے اور اپنی شرافت نفس اور عزت و خودداری کی بھی پرواہ نہیں کرتی بلکہ اللہ کے عذاب تک سے نڈر اور بے خوف ہو کر احکام الٰہی کی عمداً" مخالفت شروع کردیتی ہے۔ اور بالآخر اپنی خواہش نفسانی کی بندی بن جاتی ہے اور اپنے ہوا و ہوس کی پیروی اور پوجا شروع کردیتی ہے۔

و من اضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدی من اللہ ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین

(اس شخص سے زیادہ گمراہ اور کون ہوسکتا ہے جو اپنے ہوائے نفس کا اتباع' اللہ کی ہدایت کے بدون (بغیر) کرے۔ جب تک اللہ ظالم قوم کی ہدایت نہیں کرتا)

اس بدبخت متبرجہ اور اپنی ذات پر ظلم کرنے والی بے پردہ عورت پر اس کے عزم و یقین پر اس کی خواہش نفسانی غالب آجاتی ہے اور اس کے جذبات کی "لذتیت" خدا ترسی' تقویٰ و طہارت کے تمام پاکیزہ داعیات کے خلاف علم بغاوت بلند کردیتی ہے۔ اس کے دل کے اندر ناپاک خواہشات اس بری طرح نفوذ کرجاتی ہیں کہ ایمان' تقویٰ' خدا ترسی اور پاکیزگی کے تمام جوہر دب کر رہ جاتے ہیں۔ پھر وہ پوری قوت سے اپنے خدا سے بھی بغاوت پر آمادہ ہوجاتی ہے اور اس کے حکموں کو جان بوجھ کر ٹھکرانے لگتی ہے۔ یہ بدنصیب عورت فساق و فجار کی خوشنودی کے حصول کی طرف لپکتی ہے اور بدمعاشوں کی رضاجوئی کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پر ترجیح دینے لگتی ہے۔ یہ بدبخت عورت فاسقوں اور فاجروں کی طنز و تعریض سے مرعوب ہوجاتی ہے اور ان کے ہنسی اڑانے سے سہم جاتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے دردناک عذاب سے نہیں ڈرتی۔

یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللہ و ھو معھم

(وہ انسانوں سے تو ڈرتے ہیں مگر اللہ سے نہیں ڈرتے حالانکہ وہ ہروقت ان کے ساتھ ہے)

جو لوگ اللہ کی ناراضی کے مقابلے میں انسانوں کی رضاجوئی کے طالب ہیں تو اللہ بھی ان سے ناراض ہوجاتا ہے اور بالآخر تمام انسان بھی اس سے ناخوش ہوجاتے ہیں۔

یہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ یہ بیچاری مسلمان بھی ہے' اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی آیتیں بھی سنتی ہے' اللہ تعالیٰ کے ان تاکیدی حکموں کو بھی سمجھتی ہے جن میں سر اور سینہ کو اوڑھنی سے ڈھانکنے کی شدید تاکید ہے لیکن بایں ہمہ اسے عملاً اپنی بے پردگی پر' اپنے تبرج پر اور اپنے بناؤ سنگھار کی نمود و نمائش پر اور خودنمائی پر اصرار بھی ہے۔ اس طرح یہ اپنے مخالفانہ عمل سے اللہ کا اور اس کے دین کا اور اس کے احکام کا مذاق اڑاتی ہے۔ اور سب سنی ان سنی کردیتی ہے۔ ایسے ہی آدمی کے لئے اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب کی وعید آئی ہے۔

ویل لکل افاک اثیم یسمع ایت اللہ تتلی علیہ ثم یصر مستکبر اکان لم یسمعھا فبشرہ بعذاب علیم

(بڑی خرابی ہے جھوٹے بہتان تراشنے والے گناہ گار کے لئے کہ وہ سنتا ہے اللہ کی آیتوں کو جو اس پر تلاوت کی جاتی ہیں پھر وہ اس طرح تکبر و ضد اختیار کرلیتا ہے گویا اس نے سنی ہی نہیں! تو اے رسول آپ اسے دردناک عذاب کی خوشخبری سنادیجئے)

(یہاں خوشخبری بطور طنز کہا گیا ہے)

یہ جاہلہ کیا سمجھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بے توفی و حماقت کو' اسکی بلاوائی و جہالت کو' اس کی ضد اور ہٹ دھرمی کو کھلی چھٹی دے دی ہے کہ وہ اللہ کی شریعت کو توڑ مروڑ کر جس طرح چاہے اپنی خواہش نفسانی کے مطابق ڈھال لے۔ وہ خدا کے جس حکم پر چاہے عمل کرے اور اس کے جس حکم کو چاہے رد کردے اور نافرمانی اور خلاف ورزی کرے گویا یہ اسلامی شریعت نہیں ہے بلکہ کپڑوں اور کھانوں کی کوئی دکان ہے یا بازار ہے کہ جو چیز اس کی اپنی پسند کے مطابق ہو اسے اختیار کرے اور جو چیز اس کی اپنی پسند اور طبع نازک کے خلاف ہو اسے رد کردے۔ کیا عورت کے کانوں تک اللہ تعالیٰ کی تہدید اور اس کی وعید نہیں پہنچی؟ اور کیا اللہ تعالیٰ نے ایسے بدنصیبوں کی جو سرزنش فرمائی اس کی خبر اس کو نہیں ملی؟

افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض ط فما جزاء من یفعل ذالک منکم الاخزی فی الحیاۃ الدنیا و یوم القیامۃ یردون الی اشد

العذاب و ما اللہ بغافل عما تعملون○

(کیا تم کتاب کے بعض حصہ کو مانتے ہو اور بعض حصہ سے انکار کرتے ہو۔ پس تم میں سے جو کوئی ایسا کرتا ہے' اس کی سزا کیا ہے بجز دنیا کی زندگی میں رسوائی کے اور قیامت کے دن تو یہ سخت ترین عذاب میں بھی ڈالے جائیں گے اور اللہ ان تمام افعال سے جو وہ کرتے ہیں بے خبر نہیں ہے)

اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کو اور اپنے قوانین کو ان بدبخت لوگوں کی خواہش نفس کے تابع ہرگز نہیں کیا ہے۔

ولو اتبع الحق اھواء ھم لفسدت السموات والارض ومن فیھن۔

(اگر حق ان کی خواہش کا اتباع کرنے لگے تو بلاشبہ یہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہیں سب تباہ و برباد ہو جائیں)

اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے اپنے رسول' اپنی کتاب' اپنی شریعت اور خود اپنی ربوبیت پر ایمان و یقین کی علامت ہی یہ قرار دی ہے کہ انسان اپنی شخصی خواہش اور ذاتی پسند کو ان کے مقابلہ میں ترجیح نہ دے اگر وہ ایسا کرے گا تو سخت گنہگار ہوگا اور کھلی ہوئی گمراہی میں جا پڑے گا۔

وماکان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم و من یعص اللہ و رسولہ فقد ضل ضلالا مبینا۔ (احزاب ۳۶ ۳۵)

(کسی مومن اور کسی مومنہ کے لئے جائز نہیں کہ جس معاملہ کے متعلق اللہ اور اللہ کا رسول فیصلہ کردیں' اس میں وہ اپنے اختیار کو استعمال کرے۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ کھلی گمراہی میں جا پڑا)

خواتین اسلام و ذاکرات اسلام! (مسلمان بیبیو اور مسلمان لیڈرانو!) تم نے پردہ کی بابت اور عورتوں کے وقار و حشمت اور حجاب کے متعلق اللہ تعالیٰ کی آیتیں سن لیں؟ اگر نہیں سنی ہیں یا سن تو لی ہیں مگر انہیں سمجھیں نہیں کیونکہ تم ان سے بے پروائی اور غفلت برتتی رہی ہو تو آؤ میں اس وقت چند آیات تمہارے سامنے تلاوت کرتی ہوں' اگر ایک مسلمان خاتون کی طرح اس دنیا میں زندگی بسر کرنا چاہتی ہو تو ان آیتوں کو دل کے کانوں سے سنو!

وقل للمومنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الاماظھرمنھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولایبدین زینتھن الالبعولتھن او آبائھن او آباء بعولتھن اواخوانھن او بنی اخوانھن اوبنی اخواتھن اونسائھن اوماملکت ایمانھن اوالتابعین غیراولی الاربۃ من الرجال اوالطفل الذین لم یظھرواعلی عورات النساء ولایضربن بارجلھن لیعلم مایخفین من زینتھن وتوبوالی اللہ جمیعا ایّھ المومنون لعلکم تفلحون۔ (۔نور)

(اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنے اندیشہ کی جگہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں مگر جو ناگزیر طور پر ظاہر ہو جائے اور اپنی اوڑھنیوں کے اپنے گریبانوں پر بکل مار لیا کریں اور نہ ظاہر کریں اپنی زینت مگر اپنے شوہروں کے سامنے یا اپنے باپوں کے سامنے یا اپنے شوہروں کے باپوں کے سامنے یا اپنے بیٹوں کے سامنے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنے بھائیوں کے سامنے یا اپنے بھتیجوں کے سامنے یا اپنے بھانجوں کے سامنے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے سامنے (یعنی جو بدراہ نہ ہوں) یا اپنے ہاتھ کے مال کے سامنے (یعنی غلاموں کے سامنے) یا اپنے ملازموں کے سامنے جو عورت کی ضرورت کے حدود سے گزر چکے ہوں یا ان لڑکوں کے سامنے جو ہنوز عورتوں کے بھیدوں سے آشنا نہ ہوئے ہوں اور اپنے پاؤں زمین پر مار کر نہ چلیں کہ ان کی چھپی ہوئی زینت ظاہر ہو اور تم سب مل کر (عورت مرد) اے ایمان والو توبہ کرو (اللہ کی طرف متوجہ ہو) تاکہ تم فلاح پاؤ!)

اے بیبیو! خبردار ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ولا یبدین بزینتھن (اپنی زینت اور سنگھار کی نمائش نہ کرتی پھریں) پر اچھی طرح غور کرو! اللہ تعالیٰ نے عورت کی زینت کو عورت کے اعضا میں سے کسی ایک عضو کے ساتھ مخصوص و متعین نہیں فرمایا ہے اور نہ اس نے اس سلسلے میں اس کے لباس اور کپڑوں میں سے کسی ایک قسم کے کپڑے کے ساتھ کوئی قید نہ تخصیص و تعیین فرمائی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ بات تم پر بخوبی واضح ہو جائے کہ عورت کا ہر عضو زینت کا حامل ہے۔ اس کا ہر عضو ایک "جہان فتنہ" سمیٹے ہوئے ہے۔ بنا بریں ایک باعصمت مسلم خاتون اور عفیف اور حیادار مومنہ وہی ہے جو شرم و حیا اور دین کی پابندی کو کماحقہ پورا کرے اور عفت و عصمت کے تمام لوازم کا اچھی طرح خیال رکھے اور اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی ہدایتوں کی تعمیل کرے اور اس کے غضب و عتاب سے ڈرے۔

اے مسلمان بی بی! ذرا اللہ کے اس حکم پر غائر نگاہ ڈالنا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولایبدین زینتھن

(اور اپنی اوڑھنیوں کے اپنے گریبانوں پر بکل مار لیا کریں اور اپنی زینت اور سنگھار کی نمائش نہ کرتی پھریں) ہاں دیکھنا! اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے اللہ تعالیٰ اس بات سے بھی خوب باخبر تھا کہ آخر زمانہ بے حیائی میں مسلمان عورتیں اپنے دوپٹے اس طرح بل دے کر اوڑھیں گی کہ اس کا ایک حصہ شانہ کے دائیں جانب لٹکا ہوگا اور اس کا دوسرا حصہ بائیں جانب پڑا ہوگا۔ اور وہ اپنے دوپٹہ کو کسی خوشنما زیور (کلپ) سے آراستہ کر کے دیدہ زیب بنائیں گی۔ اپنے گیسوئے تابدار کی لٹوں کو چمکتی ہوئی لوح جبیں پر بکھیر کر (چشمہ خورشید میں نہیں بلکہ) مردوں کے کلیجہ پر سانپ لہرائیں گی۔ اپنے دوپٹوں کو دائرہ کی شکل دے کر اپنے چہرۂ روشن کے گرد ہالہ ڈالیں گی اور اس طرح اپنے دوپٹے سے بھی (جو پردہ پوشی اور زینت کو چھپانے کے لئے تھا) اپنے چہروں کے حسن و جمال کو چار چاند لگائیں گی اور ان ہی دوپٹوں سے دیکھنے والوں کے جذبات کے خوابیدہ فتنے جگائیں گی۔ اس طرح ان کا دوپٹہ بھی ناظرین کے لئے مستقل فتنہ بن جائے گا۔ اور بجائے اس کے کہ وہ ان کی زینت کو چھپانے اور پردہ پوشی کے کام آئے اس سے اس کے برعکس خود فتنہ کو دعوت دینے کی غرض پوری کی جائے گی۔ اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ اس کے باوجود یہ مسلمان عورت اس خوش گمانی میں مبتلا رہے گی کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرلی۔ اور اوڑھنی اوڑھنے کے متعلق اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تعمیل کردی!

اے خاتون اسلام! تو اچھی طرح ذہن نشین کرلے کہ جو بات تیرے دل کی گہرائیوں میں پوشیدہ ہے اللہ کو اس کا خوب علم ہے۔ یہ ذوق خودنمائی اور حسن و جمال کی نمود و نمائش کا شوق اور تبرج و بے حجابی اور بے شرمی و بے حیائی کا روگ جو تیرے دل کو لگ گیا ہے اللہ کو اس کی پوری پوری واقفیت ہے۔ تیرے دل کا چور اور تیرے نفس کا حیلہ فریب اللہ سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ تیری یہ ناپاک خواہش کہ غیر مردوں کی حریص نگاہوں کے سامنے تو بن سنور کر آئے اور حسین و جمیل ظاہر ہو اور تیری ناپاک کوشش کہ ہر گھورنے والے مرد کی نگاہ ہوس میں تو کھب جائے اور اپنے ناز و ادا اور عشوہ اور غمزہ سے مردوں کے دلوں پر فتح پائے۔ خواہ یہ تیرے دوپٹہ کے خوش ادائی کے ساتھ اوڑھنے سے ہی کیوں نہ حاصل ہو تو خوب سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

اے خاتون! تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تیری یہ فتنہ پرور ادا اور دلکش انداز سے دوپٹہ اوڑھنا بھی تبرج ہے اور بے حجابی اور بے حیائی ہی میں داخل ہے۔ اس گناہ پر اللہ تعالیٰ تجھ سے آخرت میں یقیناً مواخذہ فرمائے گا اور تجھے سخت سزا دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول لیضربن بخمرھن علی جیوبھن (اور ڈال لیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبانوں پر) کے فوراً بعد ہی لایبدین زینتھن (اپنی زینت اور سنگھار کی نمائش نہ کرتی پھریں!) کی قید لگادی ہے اور صاف وضاحت فرمادی ہے کہ صرف دوپٹہ یا اوڑھنی ایک ایسی بے حیا اور آزاد مزاج آوارہ خاتون کے لئے کافی نہیں جو اپنے زیب و زینت' آرائش و زیبائش' بناؤ سنگھار اور حسن و جمال کی نمود و نمائش کی حریص ہو۔ اور ہاں اے بی بی! ذرا اللہ کے اس قول پر بھی نظر رہے کہ لایضربن بارجلھن لیعلم مایخفین من زینتھن (زمین پر اپنے پاؤں نہ مارتی پھریں تاکہ وہ زینت اور زیور جو پوشیدہ ہیں وہ بج کر روشناس ہو جائیں) معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام دواعی اور محرکات سے منع فرمایا ہے جو غیر مردوں کی نگاہوں کو عورت کی زینت مستور اور چھپے ہوئے سنگھار کی طرف مائل کرنے والی ہوں اور یہ صرف زمین پر پاؤں مار کر نہ چلنے

پر منحصر نہیں ہے بلکہ اس ممانعت کے اندر عورت کا تیز خوشبو لگا کر باہر نکلنا اور اسی قسم کی تمام وہ دوسری باتیں بھی شامل ہیں جن سے عورت کی خود نمائی' نمود حسن اور ظہور جمال میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور ہاں ذرا اللہ کے اس قول یخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض (تم بات میں لوچ اور لگاوٹ کا انداز نہ پیدا ہونے دو کہ جس کے دل میں روگ ہے وہ کوئی غلط قسم کی امید (طمع) باندھ بیٹھے) پر بھی غور کرنا اور نگاہ تدبر سے کام لینا۔

بیبیو! خبردار رہنا کہ تبرج' خود نمائی اور بے حجابی کا تعلق صرف لباس ہی سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق عورت کی آواز سے بھی ہے۔ کسی شریف مسلمان بی بی کو اپنی آواز اور لہجہ میں لوچ اور نزاکت' گفتگو میں لگاوٹ اور گھلاوٹ' اپنے کلام میں شیرینی' موسیقیت و جاذبیت اور دلکشی نہ پیدا کرنی چاہئے۔ اور میٹھے رسیلے بول منہ سے اس طرح نہ نکالنے چاہئیں کہ دل کے چور کا شبہ ہو جو مرد کے دل کے روگ کو بڑھائے اور اس کے نفس میں کوئی غلط قسم کی خواہش یا طمع پیدا کرے' تمہارا لب و لہجہ تمہارے نفس کی کسی ناجائز خواہش یا بری نیت کا غماز نہ ہو کیونکہ زبان دل کی ترجمان ہے اور کلام مضمون قلب کا عنوان ہے۔

اے بیبیو! رسول اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پیش نگاہ رہے۔ اذا خرجت المرأ متعطر فانھا زانیۃ (جب عورت عطر میں بسی ہوئی گھر سے باہر نکلتی ہے تو بلاشبہ وہ زانیہ ہوتی ہے۔)

اے عقل والیو! سوچو! اور اللہ کی آیات اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ارشادات پر غور کرو۔ اور ان کے اندر اسلامی آداب کی' حکمت و موعظت کی اور تزکیہ نفس اور پاکیزگی اخلاق کی جو تعلیمات ہیں اور گناہوں اور اخلاقی گندگیوں سے پاک و صاف رہنے کی جو ہدایات ہیں ان پر نگاہ تدبر ڈالو اور ان شدید احتیاطوں کو اور ان تاکیدی کلمات کو ملحوظ خاطر رکھو جو تمہارے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہیں اور ہر اس بات سے دور رہنے کی تاکید کی ہے جو تمہارے قدموں میں لغزش پیدا کرنے کی موجب ہو۔ یا اسلامی نظام اور اخلاق و معاشرت کو درہم برہم اور متزلزل کرنے کی دعوت دیتی ہو۔ اس حرص و طمع سے بڑھ کر اور کونسی حرص و طمع ہو سکتی ہے جس کے متعلق خود اللہ تعالیٰ مسلمان عورت کو یہ حکم دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ نہ تو کوئی بوالہوس مرد کسی پاکدامن عورت کی آرائش جمال سے اپنی حریص آنکھ سینکنے پائے اور نہ کسی عفیفہ کی رسیلی' مترنم اور شیریں آواز کسی غیر محرم مرد کے لئے فردوس گوش بننے پائے اور نہ کسی اجنبی مرد کے مشام جاں کو عفیفہ عورت کے گیسوئے عنبریں کی عطر بیز لپٹیں معطر کر کے اسے از خود رفتہ بنانے پائیں اور نہ کسی پاکدامن کی مخفی زینتوں اور اس کے زیوروں سے مرصع مستور جسم کا تصور تک کسی غیر محرم کے حاشیہ خیال میں آنے پائے۔ یہ تمام احتیاطی تدابیر اسلام نے اس لئے خاص طور سے ملحوظ رکھیں کہ وہ ہر شریف عورت کی عفت و عصمت کو اپنے نظام اخلاق کے مضبوط قلعہ میں اور عفیفہ عورت کے ناموس کو اپنے نظام معاشرت کی مستحکم پناہ گاہ میں بالکل محفوظ و مامون کر دے اور فساق و فجار کی نگاہوں سے دور رکھے یعنی ان کی نظر کے تیروں کی آماجگاہ نہ بننے دے۔

باقی آئندہ

سردار فضل محمود خان خاکوانی کا سانحہ ارتحال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تاحیات کارکن' مجلس کی شوریٰ کے رکن' علماء حق اور مشائخ ربانی کے بے لوث خادم جناب سردار فضل محمود خان خاکوانی ۱۹؍ جنوری ۱۹۹۵ء بروز جمعرات طویل علالت کے بعد وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں "خان اسٹیٹ" کے نام سے وسیع و عریض رقبے پر زرعی فارم قائم ہے۔ اس فارم کا انتظام و انصرام اعلیٰ اور عمدہ ہونے کے باعث عوام میں اسٹیٹ کے نام سے مشہور ہے۔ سردار فضل محمود خان صاحب اسی مقام پر ۱۹؍ جنوری ۱۹۱۰ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھریلو ماحول میں ہوئی جس پر دینی رنگ غالب تھا۔ پھر اس دور کے مطابق اعلیٰ انگریزی تعلیم بی اے تک حاصل کی' جس کو بڑا اعزاز سمجھا جاتا تھا اور لوگ فخر کے ساتھ اپنے نام کے ساتھ "بی اے" لکھا کرتے تھے اور خال خال اس منزل تک پہنچتے تھے۔ بی اے کی ڈگری حاصل کر کے پولیس کے محکمہ میں ملازمت اختیار کرلی' ترقی کر کے ایس ایس پی افسر ہوگئے' پوری مدت ملازمت اسی عہدہ پر فائز رہے۔

حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ نور اللہ مرقدہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف سے بیعت کا تعلق قائم کیا اور ہمیشہ پابندی کے ساتھ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔ حضرت اقدس کی وفات کے بعد مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے تجدید بیعت کی۔ اور سلوک کی منزلیں طے کیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے والہانہ تعلق تھا۔ کوئٹہ' سکھر اور ملتان میں سرکاری ملازمت پر تعیناتی کے دوران دفتر عالمی مجلس کے معاملات میں خاص دلچسپی رکھتے اور انتظامی امور میں مدد دیتے تھے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء' ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں اکابرین و کارکنان عالمی مجلس کے خصوصی معاون رہے۔ حضرت اقدس محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ' حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم اور جماعت کے تمام اکابرین کے ساتھ خصوصی تعلق قائم و دائم رہا۔ تاج العلماء مولانا تاج محمودؒ کے مشورہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کے ممبر نامزد ہوئے مگر اپنی بیماری کی وجہ سے معذرت کرلی۔ مگر جماعت کے ساتھ آخری وقت تک وابستہ رہے اور ہمیشہ اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہے۔

مرحوم اپنی علالت کے دوران ہمیشہ تکیہ کے نیچے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تاحیات رکنیت کی رسید رکھتے اور فرماتے تھے کہ یہی میرا اعمال نامہ ہے۔ مخدوم المشائخ سلطان الاولیاء حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے نماز جنازہ پڑھائی اور ختم نبوت کے اس بے لوث مخلص سپاہی کو ملتان میں حسن پروانہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے اور ختم المرسلین کے طفیل تمام کوتاہیوں کو حسنات میں تبدیل کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کے صحیح جانشین بنائے (آمین)۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مرکزی حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ' مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' حافظ محمد عابد' مولانا عبدالرحیم اشعر' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا خدا بخش شجاع آبادی' مولانا صاحبزادہ عزیز احمد' قاری خادم حسین' حافظ احمد عثمان شاہد' رانا محمد طفیل' جمال عبدالناصر اور دیگر خدام مجلس تحفظ ختم نبوت نے سردار صاحب کے انتقال پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے خاص بندوں میں شامل فرما کر جوار رحمت میں مقام عطا فرمائے (آمین)۔

مولانا عبد اللطیف مسعود ڈسکہ

مرزا قادیانی

علمیت و الہامات کی حقیقت

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ۔

۱۔ خدا نے مجھے چار نشان دیئے ہیں۔ میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

(ضرورۃ الامام ص۳۵۔ روحانی خزائن ص۴۹۶ ج۱۳)

۲۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ تجھے عربی زبان میں فصاحت و بلاغت عطا کی جائے گی۔ جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا چنانچہ اب تک کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۲۴۔ روحانی خزائن ص۲۳۵ ج۲۲۔ نشان ۶۷)

پھر اس کے حاشیہ پر لکھا کہ۔

۳۔ اس بارے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا تھا۔ کلام افصحت من لدن رب کریم۔

اسی طرح یہ دعویٰ ایام الصلح ص۱۵۸۔۱۲۷ و روحانی خزائن ص۴۰۶ ج۱۴ و ص۳۲۰ ج۱۳۔ ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۹۔ روحانی خزائن ص۶۲۹ ج۲۳ وغیرہ پر بھی مذکور ہے۔

۴۔ جناب مرزا قادیانی ایک شخص کی عربی کے متعلق لکھتے ہیں کہ۔

مگر میں کیا کہوں اور کیا لکھوں معافی مانگ کر کہتا ہوں کہ جس وقت میں نے آپ کے الہامات لکھے ہوئے سنے تھے ان میں بھی بعض جگہ صرفی اور نحوی غلطیاں تھیں..... بہرحال مجھے ان غلطیوں سے شرمندہ ہونا پڑا اور میں اپنے دل میں دعا کرتا تھا کہ میرے معزز دوست کسی شریر خشک ملا کو یہ الہامات جو بظاہر قابل اعتراض ہیں نہ سنا دیں۔

(ضرورۃ الامام ص۲۸)

۵۔ ایک موقع پر لکھتے ہیں کہ۔

یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ خاص طور پر خدا کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔

(نزول المسیح ص۵۶۔ روحانی خزائن ص۴۳۴ ج۱۸)

اب ذیل میں مرزا قادیانی کی عربیت اور فصاحت و بلاغت کے نمونے ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ اوپر نمبر۳ میں ملاحظہ فرمائیں جس میں آنجناب کو یہ عمدۃ فصاحت تفویض ہوا۔ ماشاء اللہ۔ وہ الفاظ ہی خلاف نحو ہیں۔

فصاحت و بلاغت تو بعد کی بات ہے کیونکہ اس اعلان میں کلام افصحت فرمایا گیا ہے حالانکہ لفظ کلام مذکر ہے نہ کہ مونث بلکہ جناب سلطان القلم کا خدا ئے یلاش اسے کلام افصح کی بجائے صیغہ مونث افصحت سے اطلاع دے رہا ہے۔ خیال فرمایئے کہ جس اعلان کے الفاظ ہی خلاف قواعد ہیں اس میں بلاغت کا کیا دخل ہو سکتا ہے۔ یہ امور تو بعد از صحت الفاظ ملحوظ ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا جب پہلا اعلان ہی غلط ہو گیا تو آئندہ کیا کچھ گل کھلیں گے۔

بہرحال باوجود اس کے ہم آپ کو مرزا صاحب کی بلاغت کے مزید نمونے پیش کرتے ہیں۔

۲۔ لکھتے ہیں۔

فبشرنی ربی بموتہ فی ستۃ سنۃ ان فی ذالک لآیات للطالبین سراج منیر ص۱۱۔ حجۃ اللہ ص۳۹۔ روحانی خزائن ص۱۳ ج۱۲ و ص۱۸۷ ج۱۲

جبکہ صحیح لفظ ست سنین ہے۔ اس میں دو غلطیاں ہوگئیں۔

۳۔ و انی واللہ آمن باللہ و رسولہ و آمن بانہ خاتم النبیین (حمامۃ البشریٰ ص۸۱۔ خزائن ص۳۰۰ ج۷) حالانکہ صحیح لفظ اؤمن باللہ تھا جو کہ ایک مبتدی کو بھی معلوم ہے۔

۴۔ فلا تظنن یا اخی انی قلت کلمۃ فیہ رائحۃ ادعاء النبوۃ۔ (حمامۃ البشریٰ ص۸۳۔ خزائن ص۳۰۰ ج۷)

ملاحظہ فرمایئے لفظ کلمۃ سامنے نظر آ رہا ہے کہ مونث ہے جس کے لئے فیہا رائحتہ چاہئے تھا مگر کیا کہئے اس خزینہ فصاحت و بلاغت کے یہ فیہ یعنی ضمیر مذکر استعمال کر رہا ہے۔ یہ اوقات اور دعویٰ افصح الناس کا۔ سبحان اللہ۔ نیز اس میں ختم نبوت کا کامل اقرار بھی ہے۔

۵۔ من تفوہ بکلمۃ لیس لہ اصل صحیح فی الشرع۔ (آئینہ کمالات ص۲۱ خزائن ج۵)۔ اس عبارت میں بھی لفظ کلمہ کے لئے ضمیر مذکر استعمال کر کے اپنی نادر فصاحت کا ڈنکا بجایا گیا ہے۔

۶۔ و ھی مدینۃ علی ساحل بحر الروم بینھا و بین بیروت ثلثون أکواسا (نور الحق ص۱۸ اول۔ روحانی خزائن ص۲۵ ج۸)

دیکھئے اس میں پنجابی لفظ کوس (ڈیڑھ میل) کی جمع اکواسا استعمال کی گئی ہے جبکہ یہ لفظ ہی پنجابی ہے عربی نہیں۔

۷۔ ولو کانت فلسنۃ او ربعۃ۔ (نور الحق ص۲۵) حالانکہ بوجہ فلستہ کی تانیث کے ربعھا چاہئے تھا۔

۸۔ وسالت عنی دلیلا علیہ (نور الحق ص۷۷ بحوالہ چراغ ہدایت ص۲۳۵)

۹۔ فانا لواعنہ سر ھذا التخصیص (نور الحق اول ص۳۱ بحوالہ چراغ ہدایت ص۲۳۵)

صحیح فاسالوہ عن سراء نما عن خلاف عربیت ہے۔

۱۰۔ سبقاء کوالجھا۔ نور الحق اقال بحوالہ چراغ ہدایت ص۲۳۵۔

جناب سبحان القادیان نے کالج کی جمع کوالج درج کی ہے جبکہ کالج انگریزی لفظ ہے عربی نہیں۔

۱۱۔ و جعلھم منھلا لا یغور و متاعا لا یبور۔ آئینہ کمالات ص۱۔ حالانکہ اصل عبارت یوں ہے جعلھم مناھل لا نغور و امتعۃ لا نبور۔

۱۲۔ فاعطا ھم اللہ قلبا منقلبا مع الحق و لسانا متحلیا بالصدق۔ و جنانا خالیا من الحقد والغل۔ آئینہ کمالات ص۵۔

دیکھئے افصح الناس کی بلاغت کہ اعطاھم میں ضمیر جمع لا کر آگے مفعول واحد (قلبا۔ لسانا لاتا ہے) جبکہ صحیح عبارت یوں بنتی ہے۔

فاعطاھم قلوبا منقلبۃ والسنۃ متحلیۃ و جنانا خالیۃ۔

مزید کمال دیکھئے کہ آخری لفظ جنانا جمع لا کر پھر اس کی صفت واحد خالیا لاتا ہے۔

۱۳۔ انھم برھان رسالۃ سیدنا و حجۃ صدق مولانا۔ آئینہ کمالات ص۵۔ جبکہ صحیح براہین اور حجج چاہئے۔

۱۴۔ سالتھا من رب الارض والسماء۔ آئینہ کمالات ص۱۔

صحیح یوں ہے سالت رب الارض و من والسماء عنھما۔

۱۵۔ ما اسرنی کسروری منذلک۔

صحیح ما سرنی ہے کیونکہ سرت خود متعدی ہے۔ افعال کی ضرورت نہ تھی۔

۱۶۔ و حبہ شیئا اسر اھل الصلاح۔ آئینہ کمالات ص۱۶/۱۷۔

جبکہ صحیح سر اھل الصلاح ہے کیونکہ یہ ثلاثی مجرد بھی متعدی ہے۔ جیسے تسر الناظرین ہے۔

۱۷۔ رب ارحم علی الذین یلعنون علی..... و ارحم علیھم۔ آئینہ ص۲۰۔ روحانی خزائن ص۲۲ ج۵۔

حالانکہ صحیح یوں ہے ارحم الذین۔ وارحمہم کیونکہ اس کا صلہ علی نہیں آتا جیسے فرمایا اولئک سیرحمہم اللہ۔

۱۸۔ انا المسمّٰی بغلام احمد بن مرزا غلام مرتضٰی بن مرزا عطا محمد بن مرزا گل محمد۔ الاستفتاء ملحقہ حقیقۃ الوحی ص ۷۷۔ روحانی خزائن ص ۷۰۳ ج ۲۲۔

جبکہ بطرز عربی ادب یوں چاہئے تھا۔

غلام احمد بن غلام مرتضٰی بن عطا محمد بن گل محمد۔ جناب افصح الناس نے خواہ مخواہ اتنی کھینچ تان کردی۔

۱۹۔ فاعلموا یا اخوان ان اسمی غلام محمد واسم ابی غلام مرتضٰی واسم ابیہ عطا محمد وکان عطا محمد بن گل محمد وگل محمد بن فیض محمد وفیض محمد بن محمد قائم۔ الخ۔ التبلیغ۔ ملحق آئینہ کمالات دیکھئے شیطان کی آنت کی طرح مرزا صاحب کہاں سے کہاں جا پہنچے ہیں۔

صرف اتنا ہی کافی تھا اور صحیح بھی یہی تھا۔ ان اسمی غلام محمد بن غلام مرتضٰی بن عطا محمد بن گل محمد وغیرہ۔

۲۰۔ ما الفرق فی آدم والمسیح الموعود۔

یہ مرزا صاحب کی ایک کتاب کا نام ہے جو کہ صحیح یوں ہونا چاہئے تھا ما نفرق بین آدم والمسیح الموعود۔

۲۱۔ اضلوا خلقا کثیرا بتلک الافتراء۔ آئینہ کمالات ص ۱۶ خزائن ص ۱۵ ج ۵۔

حالانکہ صحیح اس طرح ہے بذالک الافتراء مرزا صاحب نے مذکر کو مونث کردیا کیونکہ خود بھی انوثت کی طرف کافی میلان رکھتے ہیں لانہ ولد مع انثی۔ اس کے بعد بھی متعدد نسوانی مراحل سے گزرنے کا ادعا کرتے رہے۔

۲۲۔ و اسروا نفوسھم۔ آئینہ کمالات ص ۱۶ خزائن ص ۱۵ ج ۵۔

صحیح سرو الیمین ثلاثی مجرد ہی متعدی ہے۔

۲۳۔ کیف ینطفی نور اللہ من فوہ بطالوی۔ آئینہ کمالات ص ۱۵۔

من فیہ چاہئے تھا کیونکہ فی جارہ ہے۔

۲۴۔ و واللہ لوقتلت جمیع صبیانی و اولادی و احفادی باعینی و قطعت ایدی و ارجلی۔ آئینہ کمالات ص ۱۶ خزائن ص ۱۵ ج ۵۔ واقعی یہ کتاب قادیانی کمالات کا رسیا ہے۔

جناب افصح العرب! صحیح یوں تھا۔ بعینی و یدی و رجلی بصیغۃ التثنیۃ۔ کیونکہ ہر انسان میں دو دو اعضائے جسمانی ہوتے ہیں۔ آنکھ' کان' ہونٹ' ہاتھ اور پاؤں۔

۲۵۔ ظفر اللہ ظفرا مبینا البشریٰ ص ۱۳۰ ج ۲۔

جناب افصح الناس لازمی کو متعدی استعمال کر رہے ہیں۔ قرآن مجید میں اظفرکم الخ ہے۔

مرزا قادیانی کے الہامات بھی غلط

مرزا غلام قادیانی نے اپنی ذاتی فصاحت کے بڑے اشتہار دیئے تھے کہ فصاحت میں قرآن مجید کے بعد اس کا نمبر ہے مگر آپ سطور بالا میں اس کی حقیقت ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب مرزا صاحب کے الہامات کا بھی تجزیہ فرمایئے کہ آیا وہ معیار صحت پر پورے اترتے ہیں یا نہیں؟ ہم دیکھتے ہیں کہ جیسے مرزا صاحب خود محض زبانی جمع خرچ کے عادی تھے۔ ان کی فصاحت تو کجا صرف و نحو کی مطابقت بھی نہ تھی۔ ایسے ہی چونکہ مرزا صاحب بزعم خود ملہم من اللہ تھے اور ملکہ برطانیہ کی برکت سے مبعوث ہوئے تھے تو جیسے ماہر سے ماہر انگریز جمع واحد اور تذکیر و تانیث کا لحاظ نہیں رکھ سکتا۔ اسی طرح مرزا صاحب کے الہامات بھی ان نقائص سے مبرا نہیں ہیں چنانچہ آپ کا بنیادی الہام جو اعطائے فصاحت کے لئے تھا وہی خلاف قواعد ہے۔ دیکھئے الہام ہوا۔

کلام افصحت من لدن رب کریم (حقیقۃ الوحی ص ۲۲۴ و ص ۳۶۲)

ملاحظہ فرمائیں لفظ کلام جو کہ مذکر ہے اس کے لئے افصحت فعل مونث لایا گیا ہے تو فرمایئے جس کے ملہم (الہام کرنے والے) کو ہی تذکیر و تانیث کی تمیز نہیں اس کے ملہم (جس کو الہام کیا جائے یعنی مرزا صاحب) کی کیا شان ہوگی؟ اب ذیل میں دربارہ الہام مرزا قادیانی کے اقوال اور قواعد بھی سماعت فرمایئے۔ لکھتے ہیں کہ۔

۱۔ سچا الہام اپنے ساتھ ایک لذت اور سرور کی خاصیت رکھتا ہے۔ اس کی عبارت فصیح اور غلطی سے پاک ہوتی ہے۔ (ضرورۃ الامام ص ۱۸۔ خزائن ص ۴۸۹ ج ۱۳)

مگر دیکھئے مرزا صاحب کا پہلا الہام ہی غلط نکلا تو پھر وہ من جانب اللہ اور سچا کیسے ہوا؟ آخر بات وہی نکلی کہ یہ الہامات ان الشیاطین لیوحون الی اولیٰھم الخ (الانعام ۱۲۱ پ ۸) کے تحت مندرج ہوں گے۔ یہ تو انگریزی فرشتے کا شیطانی الہام ہے۔ اسے خدا کے ساتھ کیا واسطہ؟

۲۔ سچا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔ (ضرورۃ الامام ص ۱۹ خزائن ص ۴۸۹ ج ۱۳)

مگر مرزائی الہام اس کے بالکل برعکس ثابت ہوئے۔ نہ مرزا صاحب کو انہوں نے کچھ نیک بنایا اور نہ ہی ان میں کوئی خدائی اثر تھا بلکہ خدا کے ساتھ کوئی ان کا تعلق ہی نہ تھا۔ اور نہ ہی ان کی کوئی پیشگوئی ہی صحیح نکلی۔ گویا تینوں نمبروں میں بالکل فیل اور زیرو ثابت ہوئے۔

۳۔ سچے الہام کا انسان کبھی بزدل نہیں ہوتا اور کسی مدعی الہام کے مقابلہ سے اگرچہ وہ کیسا ہی مخالف ہو نہیں ڈرتا۔ جانتا ہے کہ میرے ساتھ خدا ہے اور وہ اس کو ذلت کے ساتھ شکست دے گا۔

(ضرورۃ الامام ص ۱۹۔ خزائن ص ۴۹۰ ج ۱۳)

ملاحظہ فرمائیں اگر مرزا صاحب سچے ملہم ہوتے تو اتنے بزدل نہ ہوتے اور نہ ڈر کر یہ بات کہہ دیتے کہ میں آئندہ کسی ایسے خطرناک الہام کو شائع نہ کروں گا جس میں کسی کی توہین ہوتی ہو۔ مرزا صاحب بزدلی ہی کی بنا پر مخالف کے ساتھ مباحثہ ہمیشہ تحریری کرتے تھے سامنے آنے کی جرات ہی نہ تھی جبکہ انبیاء کرام علیہم السلام نے ہمیشہ مخالف سے مباحثہ رو برو کیا ہے جیسے مباحثہ حضرت خلیل' کا نمرود کے ساتھ 'کلیم' کا فرعون کے ساتھ 'سید المرسلین ﷺ کا عیسائی پادریوں کے سامنے۔ اسی طرح بزرگان دین نے بھی بڑے بڑے جابروں کے سامنے کلمہ حق کہنے میں بزدلی کا مظاہرہ نہیں کیا۔

۴۔ رحمانی الہام اور وحی کے لئے اول شرط یہ ہے کہ انسان محض خدا کا ہو جائے اور شیطان کا کوئی حصہ اس میں نہ رہے.... شیطان گونگا ہے۔ اپنی زبان میں فصاحت اور روانگی نہیں رکھتا اور گونگے کی طرح وہ فصیح اور کثیر المقدار باتوں پر قادر نہیں ہو سکتا۔ صرف ایک بدبودار پیرایہ میں فقرہ دو فقرہ دل میں ڈال دیتا ہے.... اور نہ وہ بہت دیر تک چل سکتا ہے گویا جلدی تھک جاتا ہے۔ شیطان سے الہام پانے والے یہ قوت نہیں پاتے۔ وہ بزدل ہوتے ہیں کیونکہ شیطان بزدل ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۹)

ملاحظہ فرمایئے یہ تمام نقائص مرزا صاحب کے الہامات میں نمایاں طور پر موجود ہیں جلدی جلدی وحی ہو جاتی ہے کہ مرزا صاحب بباعث سرعت الہام اسے محفوظ بھی نہیں رکھ سکتے تھے بعض الہام بالکل ادھورے اور کئی بچے بھی ہوتے ہیں جن کا نمونہ آگے آرہا ہے۔

۵۔ خود مرزا صاحب ایک صاحب الہام کے الہامات کے متعلق لکھتے ہیں کہ۔

مگر میں کیا کہوں اور کیا لکھوں معافی مانگ کر کہتا ہوں کہ جس وقت میں نے آپ کے الہامات لکھے ہوئے سنے تھے تو ان میں بعض جگہ صرفی اور نحوی غلطیاں تھیں۔

(ضرورۃ الامام ص ۲۸' ۳۰۔ روحانی خزائن ص ۴۹۹' ۵۰۱ ج ۱۳)

ملاحظہ فرمایئے کہ الہامات میں صرفی نحوی غلطیاں باعث نقص ہیں جو کہ مرزا کے الہامات میں بکثرت ہیں تو پھر مرزا صاحب کے الہامات مندرجہ بالا معیار کے مطابق کس کھاتے میں جائیں گے؟

۶۔ اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔

(نزول المسیح ص ۵۶۔ روحانی خزائن ص ۴۳۴ ج ۱۸)

قارئین کرام! آپ بزبان مرزا صاحب صحیح اور غیر صحیح یعنی ربانی اور شیطانی الہامات کی علامات و شرائط سماعت فرما لیں۔ اب مرزا صاحب کے الہامات سماعت فرما کر فیصلہ از خود فرمائیں کہ آیا وہ شیطانی ہیں یا ربانی؟ اہل اسلام ان کو شیطانی الہام کہنے میں حق بجانب ہیں کہ نہیں؟

۲۔ السماء والارض معک کما ھو معی (سراج منیر ص۸۴۔ البشریٰ ص۶۴ ج۲۔ حقیقتہ الوحی وغیرہ) جبکہ کما ھو نہیں ھما چاہئے تھا کیونکہ السماء والارض دو نام آچکے ہیں جن کے لئے ضمیر ھما چاہئے تھی۔

۳۔ قال ربک انہ نازل من السماء ما یرضیک۔ (الحکم نمبر۳۳ جلد۱۰ ص۱) ترجمہ از مرزا صاحب بقلم خود۔ تیرے رب نے فرمایا ہے کہ وہ تیرے لئے آسمان سے وہ چیز اتارنے والا ہے جو تجھے خوش کردے گی۔

دیکھئے مرزائی ملہم کی جہالت کہ نازل لازمی کو متعدی استعمال کررہا ہے۔

۴۔ فبما رحمت من اللہ لنت علیھم۔ البشریٰ ص۲۳ ج۱۔

ملاحظہ فرمائیں قادیانی ملہم کی فصاحت کہ خلاف قرآن لنت کا صلہ علیٰ استعمال کررہا ہے جبکہ قرآن مجید جس کی فصاحت و بلاغت کا مرزا بھی قائل ہے۔ اس میں لنت لھم ہے لنت علیھم نہیں ہے۔ سچ ہے پنجابی فرشتوں یعنی ٹیچی اور مٹھن لال کو عربیت اور اس کی فصاحت کا کیا شعور ہوسکتا ہے۔ جبکہ ان کا منتظم اعلیٰ (مرزائی خدائے ملہم) الصاعقہ اور یلاش ہوں۔

۵۔ یامریم اسکن انت و زوجک الجنۃ۔ (البشریٰ ص۲۲ ج۱) جبکہ اسکنی انت و زوجک چاہئے تھا۔ سبحان اللہ۔ واقعی قادیانی الہام کرنے والا وہی ہے جس کی شناخت مرزا صاحب نے یوں کرائی ہے کہ (چند انگریزی الہام کے ذکر کے بعد) ان الہامات ۱۱ تا ۱۵ کے نزول کے وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا بول رہا ہے اور باوجود پر دہشت ہونے کے پھر اس میں ایک لذت تھی جس سے روح کو معنی کرنے سے پہلے ہی ایک تسلی اور تشفی ملتی تھی۔

(البشریٰ ص۷۰ ج۱۔ بحوالہ براہین ص۴۸۰ ج۳)

چونکہ انگریز لوگ بوجہ عربی اردو نہ جاننے کے تذکیر و تانیث ملحوظ نہیں رکھ سکتے لہٰذا ان کی وحی میں بھی یہ نقص رہ جاتا ہے۔

۶۔ عسٰی ربکم ان یرحم علیکم و ان عدتم عدنا۔ (البشریٰ ص۲۸ ج۱) یرحمکم چاہئے تھا کمافی القرآن مگر کارکنان قضاو قدر مرزا صاحب کو قدم قدم پر ذلیل و خوار کررہے ہیں۔

۷۔ والسماء والطارق (البشری ص۴۷) آگے جواب قسم ندارد۔

۸۔ کذب علیکم الخبیث کذب علیکم الخنزیر۔ (البشریٰ ص۴۹ ج۱)

خدا تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو بصیغہ مفرد خطاب فرمایا۔ مگر مرزا کو بصیغہ جمع۔ ان ھذا الا اختلاق۔

۹۔ الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات۔ (البشریٰ ص۵۶ ج۱)

ملاحظہ فرمایئے افصح الناس کے ملہم کی فصاحت۔ کہ استثنا بغیر مستثنیٰ منہ کو ذکر کررہا ہے۔ سچ ہے شیطانی الہامات کٹے پھٹے اور ادھورے ہی ہوا کرتے ہیں۔ ایسے ہی مرزا قادیانی کا فارسی الہام۔

۱۰۔ تہید ستان عشرت را۔ (البشریٰ ص۵۶) یہ مبتدا ہے خبر نامعلوم۔

۱۱۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد۔ (البشریٰ ص۲/۱۱) بلا اعادہ جار۔

۱۲۔ نازل من السماء۔ (البشریٰ ص۷ ج۲) دیکھئے مبتداء کا ذکر ہی نہیں محض خبر کا تذکرہ کسی پنجابی یا انگریزی ملہم ہی کی شان ہوسکتی ہے۔

۱۳۔ یاتی علیک زمان مختلف یازواج مختلف۔ (البشریٰ ص۹ ج۲) اہل علم اس قادیانی الہام کی فصاحت اور لطافت سے محظوظ ہوں۔ عیاں را چہ بیان۔

۱۴۔ نبد لنک من بعد خوفک امنا۔ (البشریٰ ص۲۶ ج۲) نون ثقیلہ بے موقع ہے۔

۱۵۔ سیبدی الامر و نسفن نسفا۔ (البشریٰ ص۵۵ ج۲) نون ثقیلہ بے محل ہے۔

۱۶۔ انت منی و انی معک انی بالیعتک با یعنی ربی (البشریٰ ص۷۱) میرے رب تو میری بیعت قبول کر۔ ترجمہ از قادیانی۔ کیا عجیب ترجمہ ہے۔

۱۷۔ خسف القمر و الشمس فی رمضان فبای آلاء ربکما تکذبان۔ (البشریٰ ص۷۵ ج۲) یہ تحریف قرآن ہے لہٰذا اس کی سزا میں شمس و قمر کی ترتیب بھی قائم نہ رکھ سکا۔

۱۸۔ افانین آیات۔ (البشریٰ ص۷۸ ج۲) گوناگوں نشانات۔

۱۹۔ اصبر سنفرغ یامرزا۔ (البشریٰ ص۷۸ ج۲) (ترجمہ از قادیانی) اے مرزا صبر کر ہم عنقریب فارغ ہوتے ہیں (کس سے اور کس لئے؟ ناقل)۔

ایسا خطاب تو باغیوں کو ہوتا ہے برائے محاسبہ۔ معلوم ہوا کہ خدا مرزا سے ناراض ہے اس لئے بلا کسی اعزاز کے سیدھا ہی مرزا کہہ دیا۔ یعنی تجھے تیری بغاوت اور افتراء کا بدلہ دینے کے لئے ابھی متوجہ ہوتے ہیں۔ یہی اصل حقیقت ہے جو بعد میں واضح طور پر سامنے آگئی۔

۲۰۔ غاسق اللہ۔ ترجمہ خدا کے نزدیک غاسق (البشریٰ ص۷۸ ج۲)۔ یہ ہے اصل حقیقت مرزا کیونکہ غاسق سے قرآن مجید میں پناہ مانگی گئی ہے۔ و من شر غاسق اذا وقب المنجد میں غسق ظلمت اور اندھیرے کو کہا گیا ہے۔ نیز غساق بدبودار خمیر کو کہا جاتا ہے جو کہ جہنم میں نافرمانوں کی غذا ہوگی۔ غاسق کالے ناگ کو بھی کہا جاتا ہے۔

واقعی مرزا سراپا گمراہی اور ظلمت ہی تھا۔ کلا ناگ تھا اور جہنم میں اس کو غساق ہی ملے گا۔

۲۱۔ ساکرمک اکراما عجبا۔ ترجمہ میں عنقریب تیرا عجیب اکرام کروں گا۔ (البشریٰ ص۷۸ ج۲)

عجیب اکرام تو وہی ہوگا جس کا تذکرہ سورۃ دخان کے آخر میں ہے۔ ذق انک انت العزیز الکریم (آیت۴۹)۔

۲۲۔ لا یموت احد من رجالکم۔ ترجمہ تمہارے رجال (مردوں) میں سے کوئی نہیں مرے گا۔ پھر کہا کہ موت تو سب کو حتیٰ کہ انبیاءؑ کو بھی آتی ہے۔ مگر اس کے معنی معلوم نہیں۔ (البشریٰ ص۷۸ ج۲)۔

ایسے مجہول اور کٹے پھٹے الہامات کا حال ایسا ہی ہوتا ہے۔ ملہم بھی بے سوچ سمجھے بے دھڑک الہام کرتا جاتا ہے کہ ملہم بے چارہ بدحواس ہوجاتا ہے اسے معنی ہی معلوم نہیں ہوتے یہ کیفیت مندرجہ بالا شرائط الہام صحیحہ کے بالکل خلاف ہے لہٰذا نتیجہ نکلا کہ جناب قادیانی خدائے رحمٰن و رحیم کا نمائندہ نہیں بلکہ خدائے یلاش و صاعقہ کا نمائندہ ہے بواسطہ ٹیچی اور مٹھن لال وغیرہ۔ اللھم احفظنا من شرورہ۔

۲۳۔ مرزائی الہامات کا عجیب نمونہ

سننجبک، سنعلیک، انی معک و مع اھلک، ساکرمک اکراما عجبا، سمع الدعا، انی مع الافواج اتیک بغتۃ۔ دعاء ک مستجاب۔ انی مع الرسول اقوم واصلی واصوم و اعطیک مایدوم۔ (البشریٰ ص۷۸ ج۲۔ الہام۲۳۸)

اہل علم حضرات دیانت داری سے مطالعہ فرماکر فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایسے کٹے پھٹے الہامات کا نمونہ کسی بھی سچے پیغمبرؑ کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ بھلا خدا بھی نماز و روزہ ادا کرتا ہے مرزا کے خدا کو معلوم نہیں کہ میں تو اس پر حرمت جہاد کی وحی بھیج چکا ہوں اب فوج کی کیا ضرورت ہے۔ الغرض قادیانی الہامات میں جہالت، کفر و شرک، ضلالت و غوایت ہی بھری پڑی ہے۔

۲۴۔ برزما عندھم من الرماح (ترجمہ از قادیانی) انہوں نے جو کچھ ان کے پاس ہتھیار تھے سب ظاہر کردیئے۔ (البشریٰ ص۷۹ ج۲)۔ اسی جاہل کو یہ الہام بھی ہوا تھا۔ سرانجام جاہل جہنم بود کہ جاہل نکو عاقبت کم بود۔ (ص۷۶ ج۲)۔ دیکھئے قادیانی ملہم کی جہالت کہ برز جو لازمی تھا اس کو متعدی استعمال کررہا ہے اور اس کے فاعل کی وحدت کو کثرت و جمع میں ظاہر کررہا ہے۔ واہ سبحان قادیان۔

۲۵۔ تسبیح، تسبیح، تسبیح واللہ شدید العقاب انہم لا یحسنون (البشریٰ ص۷۵ ج۲)۔ ہے کوئی قادیانی جو اس کلام کا نمونہ ادب عربی سے پیش کرسکے۔

۲۶۔ صلوۃ العرش الی الفرش ترجمہ یعنی رحمت الٰہی جو تجھ پر ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ عرش سے لے کر فرش تک ہے۔ (البشریٰ ص۹۸ ج۲)۔

عربی اور اس کا ترجمہ دونوں قادیانی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

۲۷۔ ہی پٹس ان دی ضلع پشاور۔ (البشریٰ ص۴ ج۲)۔

۲۸۔ فالان مکنکم فلاۃ عوراء و دشت لیس ھناک الماء (الاستفتاء ص۵۴)

۲۹۔ ہندسی الہام۔ ۲۸۔ ۲۷۔ ۱۴۔ ۲۔ ۲۷۔ ۲۔ ۲۶۔ ۲۔
۲۸۔ ۱۔ ۲۳۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۔ ۲۔ ۲۷۔ ۱۴۔ ۱۰۔ ۱۔ ۱۔ ۲۸۔ ۲۷۔
۴۷۔ ۱۶۔ ۱۱۔ ۳۴۔ ۱۴۔ ۱۱۔ ۷۔ ۱۔ ۰۔ ۳۴۔ ۲۳۔ ۳۴۔
۱۱۔ ۱۴۔ ۷۔ ۲۳۔ ۱۴۔ ۱۔ ۱۴۱۔ ۵۔ ۲۸۔ ۷۔ ۳۴۔ ۱۔ ۷۔

۲۸-۱-۷- (البشریٰ ص ۷۱ ج ۲)

مرزا قادیانی کے شیطانی الہامات کا نمونہ

آنجناب شیطانی الہامات کا تعارف کراتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ۔

شیطان گنگا ہے اور اپنی زبان میں فصاحت اور روانگی نہیں رکھتا اور گنگے کی طرح وہ فصیح اور کثیر المقدار باتوں پر قادر نہیں ہو سکتا۔ صرف ایک بدبودار پیرایہ میں فقرہ در فقرہ دل میں ڈال دیتا ہے...... اور نہ وہ بہت دیر تک چل سکتا ہے گویا جلدی تھک جاتا ہے۔

(البشریٰ ص ۳ تا ۵ و حقیقتہ الوحی ص ۱۳۹-۱۴۰ روحانی خزائن)

اب ذیل میں مندرجہ بالا معیار پر مرزا صاحب کے درج ذیل الہامات ملاحظہ فرمائیں۔

۱- بالفعل نہیں۔ (البشریٰ ص ۱۱ ج ۱)
۲- ڈگری ہو گئی ہے مسلمان ہے۔ (البشریٰ ص ۴۲ ج ۱)
۳- پریشن۔ عمر براطوس یا پلاطوس۔ (البشریٰ ص ۵۱ ج المکتوبات ص ۶۸ ج ۱)
۴- بکرو ثیب۔ (البشریٰ ص ۵۳ ج ۱)
۵- محمود۔ (البشریٰ ص ۵۴ ج ۱)
۶- دو شنبہ ہے۔ مبارک دو شنبہ۔ (البشریٰ ص ۵۵ ج ۱)
۷- یہودا اسکریوطی۔ (البشریٰ ص ۵۵ ج ۱)
۸- ہلیتہ مالیتہ۔ (البشریٰ ص ۵۶ ج ۱)۔ تہیدستان عشرت را (ص ۵۶ ج ۱)
۹- سچا ارادت مندا صلھا ثابت و فرعھا فی السماء۔ (البشریٰ ص ۲ ج ۲)
۱۰- نازل من السماء منزل من السماء۔ (البشریٰ ص ۷ ج ۵)
۱۱- کلب یموت علی کلب۔ (البشریٰ ص ۲۱ ج ۲)
۱۲- تم پاس ہو گئے ہو۔ (البشریٰ ص ۴۶ ج ۲)
۱۳- غثم غثم غثم دفع الیہ من مالہ و نغتہ۔ (البشریٰ ص ۵۰ ج ۲)
۱۴- اسمٰعیل البدری۔ (البشریٰ ص ۵۱ ج ۲)
۱۵- سیغفر۔ (البشریٰ ص ۵۳ ج ۲)
۱۶- اس کتے کا آخری دم ہے۔ (البشریٰ ص ۷۰ ج ۲)
۱۷- والموت اذا عسعس۔ (البشریٰ ص ۶۶ ج ۲)
۱۸- بعد ۱۱ انشاء اللہ۔ (البشریٰ ص ۶۰ ج ۲)
۱۹- بے ہوشی پھر غشی پھر موت۔ (البشریٰ ص ۵۶ ج ۲)
۲۰- لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں ان کو اطلاع دی جائے لطیف مٹی کے ہیں۔ وسوسہ نہیں رہے گا۔ مگر مٹی رہے گی۔ سلسلہ قبول الہامات میں۔ سب سے کچا مولوی تھا۔ سب لوگ ننگے ہو جائیں گے۔ ان اللّٰہ ذوالمنن انی مع الرسول اقوم۔ (البشریٰ ص ۶۵)

قارئین کرام! ساتھ ساتھ مرزائی الہامات کو مندرجہ بالا معیار سے مطابق کرتے جائیں۔

۲۱- سلطان اسم۔ (البشریٰ ص ۶۸ ج ۲)
۲۲- سال دیگر را کری داند حساب تا کجا رفت آنکہ با ما بودیار۔ (البشریٰ ص ۷۲ ج ۲)
۲۳- محموم۔ (البشریٰ ص ۶۹ ج ۲)
۲۴- افسوس صد افسوس نتیجہ خلاف مراد ہوا یا نکلا۔ (البشریٰ ص ۷۱ ج ۲)
۲۵- تسبیح۔ تسبیح۔ تسبیح۔ (البشریٰ ص ۷۵ ج ۲)
۲۶- بقیۃ الطاعون۔ (البشریٰ ص ۷۷ ج ۲)
۲۷- عود صحت۔ (البشریٰ ص ۷۷ ج ۲)
۲۸- اصبر سعفریا مرزا۔ (البشریٰ ص ۷۸ ج ۲)
۲۹- یموت احد من رجالکم۔ (البشریٰ ص ۷۸ ج ۲)
۳۰- اے ازلی ابدی خدا بکریوں کو پکڑ کے آ۔ (البشریٰ ص ۷۹ ج ۲)
۳۱- آتش فشاں۔ مصالح العرب۔ مسیر العرب ترجمہ عرب کے مصالح عرب میں چلنا۔
بامراد۔ روبلا۔ (البشریٰ ص ۱۰۰ ج ۲)

ملاحظہ فرمایئے کٹے پھٹے اور ٹوٹے پھوٹے الہام۔

۳۲- دو شہتیر ٹوٹ گئے۔ (البشریٰ ص ۱۰۰ ج ۲)
۳۳- رہا گو سفنداں عالی جناب۔ (البشریٰ ص ۱۰۰)
۳۴- چوہدری رستم علی۔ (البشریٰ ص ۹۴ ج ۲)
۳۵- خاکسار پیپر منٹ۔ (البشریٰ ص ۹۴ ج ۲)
۳۶- شکار مرگ۔ (البشریٰ ص ۹۴ ج ۲)
۳۷- تازہ نشان۔ تازہ نشان کا دھکہ۔ (البشریٰ ص ۹۵ ج ۲)
۳۸- ہماری قسمت ایت وار۔ (البشریٰ ص ۹۲ ج ۲)
۳۹- غلام احمد کی جے۔ (البشریٰ ص ۱۳۲ ج ۲)
۴۰- واللہ واللہ سدھا ہویا اولا۔ (البشریٰ ص ۱۳۸ ج ۲)
۴۱- ایسوسی ایشن۔ (البشریٰ ص ۱۳۲ ج ۲)
۴۲- لاہور میں ایک بے شرم ہے۔ (۴۳) (البشریٰ ص ۱۲۶ ج ۲) (یہ مرزا صاحب ہی ہوں گے۔ ناقل)
۴۴- لائف۔ (البشریٰ ص ۱۰۶)
۴۵- بشیر الدولہ۔ (البشریٰ ص ۱۰۷ ج ۲)
۴۶- انت منی بمنزلۃ اولادی۔ (البشریٰ ص ۱۱۵ ج ۲)
۴۷- ایک دانہ کس کس نے کھایا۔ (البشریٰ ص ۱۰۷ ج ۲)
۴۸- جنازہ۔ (خزائن ص ۶۰۳ ج ۱۸)
۴۹- سرنگ۔ الرحیل ثم الرحیل موت قریب۔ ان اللہ یحمل کل حمل۔ ترجمہ۔ کوچ پھر کوچ موت قریب ہے۔ اللہ تمام بوجھ اٹھائے گا۔ (البشریٰ ص ۱۴۱ ج ۲)
۵۰- ماتم کدہ۔ (البشریٰ ص ۱۴۰ ج ۲)
۵۱- کرنسی نوٹ۔ (البشریٰ ص ۱۰۷ ج ۲)
۵۲- سلام۔ (البشریٰ ص ۱۰۷ ج ۲)
۵۳- ۲۵ر فروری کے بعد جانا ہوگا۔ (البشریٰ ص ۱۰۶ ج ۲)
۵۴- ورڈ اینڈ ٹو گرلس۔ (البشریٰ ص ۱۰۶ ج ۲)
۵۵- تین بکرے ذبح کئے جائیں گے۔ (البشریٰ ص ۱۰۳ ج ۲)
۵۶- زندگیوں کا خاتمہ۔ (البشریٰ ص ۱۰۳ ج ۲)
۵۷- آب زندگی۔ (البشریٰ ص ۱۰۲ ج ۲)
۵۸- محمد مفلح۔ (البشریٰ ص ۹۹ ج ۲)
۵۹- میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔ (البشریٰ ص ۹۵ ج ۲) (یعنی مرزا قادیانی جہنم میں گر گیا۔ ناقل)
۶۰- وخت کرام۔ (البشریٰ ص ۱۹۱ ج ۲)
۶۱- زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں۔ (البشریٰ ص ۹۰ ج ۲)
۶۲- کفن میں لپیٹا گیا۔ (البشریٰ ص ۱۰۰ ج ۲)
۶۳- عورت کی چال ایلی ایلی لما سبقتانی بریت۔ و از کففت بنی اسرائیل۔ (البشریٰ ص ۱۰۷ ج ۲)
۶۴- رب سلطنی علی النار۔ (البشریٰ ص ۱۱۰ ج ۲) (یعنی مرزا کو جہنم کا داروغہ بنا دے۔ ناقل)
۶۵- کلیسیا کی طاقت کا نسخہ۔ (البشریٰ ص ۱۱۴ ج ۲)
۶۶- بلائے ناگہانی۔ (البشریٰ ص ۱۳۷)
۶۷- کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں۔ (البشریٰ ص ۱۱۴ ج ۱)
۶۸- خیر۔ (البشریٰ ص ۱۱۹ ج ۲)
۶۹- ایک دم میں رخصت ہوا۔ (البشریٰ ص ۱۱۷ ج ۲)
۷۰- لائف آف پین۔ (البشریٰ ص ۱۳۵ ج ۲)
۷۱- موت پتراں ماہ حال کو۔ (البشریٰ ص ۱۱۹ ج ۲)
۷۲- کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا۔ (البشریٰ ص ۱۲۱ ج ۲) (یعنی مرزا کا بیڑا غرق ہو گیا۔ ناقل)
۷۳- ایک ہفتہ تک بھی باقی نہ رہے گا۔ (البشریٰ ص ۱۲۴ ج ۲)
۷۳- راز کھل گیا۔ (البشریٰ ص ۱۲۹ ج ۲)
۷۴- احمد غزنوی۔ (البشریٰ ص ۱۲۹ ج ۲)
۷۵- قریب عصر یا تیک تحائف کثیرہ۔ (البشریٰ ص ۱۳۰ ج ۲)
۷۶- بلائے دمشق سرک سری۔ (البشریٰ ص ۱۲۹ ج ۲)
۷۷- ستائیس کو ایک واقعہ۔ (البشریٰ ص ۱۳۸ ج ۲)
۷۸- بیمار بہت ہی چیخیں مارتا ہے۔ (البشریٰ ص ۱۴۰ ج ۲)
۷۹- کبھی معدے کے خلل سے ورم ہو جاتی ہے۔ (البشریٰ ص ۱۴۰ ج ۲)
۸۰- پوری ہو گئی۔ (البشریٰ ص ۱۳۰ ج ۲)
۸۱- یہ دو گھر ہی مر گئے۔ (البشریٰ ص ۱۳۰ ج ۲)
۸۲- لنگر اٹھا دو۔ (البشریٰ ص ۹۷ ج ۲)
۸۳- خدا نکلنے کو ہے۔ (البشریٰ ص ۱۰۶)
۸۴- اب تک پیچھا نہیں چھوڑتی۔ (البشریٰ ص ۱۱۴ ج ۲)
۸۵- خدا کی فیلنگ۔ (البشریٰ ص ۱۱۶ ج ۲)
۸۶- بشیر الدولہ۔ عالم کباب۔ شادی خاں۔ کلمتہ اللہ خاں۔ (البشریٰ ص ۱۱۶ ج ۲)
۸۷- امین الملک جے سنگھ بہادر۔ (البشریٰ ص ۱۱۸ ج ۲) (یہ مرزا صاحب کا نام ہے)۔
۸۸- پیٹ پھٹ گیا۔ (البشریٰ ص ۱۱۹)۔ (مرزا کو بوقت مرگ یہی حالت نہیں آئی تھی۔ ناقل)
۸۹- مبارک۔ (البشریٰ ص ۱۲۲ ج ۲)

باقی ص ۲۵ پر

آپ کے مسائل

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

جمعہ کے دن عید ہو تب بھی نماز جمعہ پڑھی جائے گی

سوال :- گزشتہ عید الفطر کے موقع پر ایک مولوی صاحب نے ایک مسئلہ بیان کیا کہ اجتماع عیدین کی صورت میں (یعنی اگر عید اور جمعہ ایک ہی دن واقع ہوں) جو لوگ صلوۃ جمعہ نہ پڑھ سکیں ان پر کوئی گناہ نہیں۔ اس مسئلے کے بیان ہونے کے بعد عام لوگوں نے اس رعایت سے خوب فائدہ اٹھایا۔ یعنی ڈٹ کر عید منائی اور جمعہ کی نماز کے لئے نہ آئے۔ تاہم جو لوگ نماز کے زیادہ پابند تھے وہ آئے مگر وہ تھے ہی کتنے؟ نمازیوں کی تعداد ۲۰ افراد تک محدود ہو کر رہ گئی۔ حالانکہ عموماً یہاں ایک جم غفیر ہوتا ہے۔ ان نمازیوں کے دل و دماغ میں ایک الجھن پیدا ہوئی جس کے ازالے کی کوششیں کی گئیں اور اب تک جس عالم سے پوچھا گیا اس نے اس مسئلے کی تردید کی، صرف یہی نہیں بلکہ بعض کتب کو بھی کھنگالا گیا اس میں زیادہ تر یہی رائے نظر آئی کہ نماز میں چھوٹ نہیں دی جاسکتی۔ اور امام ابو حنیفہؒ بھی واضح طور پر اس بیان کردہ مسئلے کے خلاف نظر آتے ہیں یعنی وہ جمعہ اور عید کی نماز کی فرضیت/واجبیت کو برقرار رکھنے کے حق میں ہیں۔

جواب :- نماز عید واجب ہے اور جمعہ کی نماز فرض عین ہے۔ ایک واجب، فرض عین کے قائم مقام کیسے ہو سکتا ہے؟ پھر عید کی نماز کا وقت زوال سے پہلے ہے اور جمعہ زوال کے بعد فرض ہوتا ہے۔ جو نماز زوال سے پہلے ادا کی گئی ہو وہ جمعہ کے قائم مقام کیسے ہو سکتی ہے؟ اس لئے جمہور ائمہ کے نزدیک عید کی نماز سے جمعہ کی نماز ساقط نہیں ہوگی۔ امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اس کے قائل ہیں، جن روایات سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ عید کی نماز سے جمعہ ساقط ہو جاتا ہے وہ شہریوں کے بارے میں نہیں بلکہ دیہات والوں کے بارے میں ہیں۔ یعنی دیہات کے جو لوگ عید کی نماز کے لئے شہر آئے ہوئے ہوں وہ اگر وقت جمعہ سے پہلے واپس جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں (وہ بھی اپنے گھر جا کر ظہر کے وقت ظہر کی نماز پڑھیں) چنانچہ بعض روایات میں تو اس کی صاف صراحت موجود ہے۔ اور بعض میں اگرچہ صراحت نہیں، مگر وہ اسی پر محمول ہیں۔ بہرحال ان امام مولوی صاحب کا فتویٰ بڑا غلط ہے اور غیر ذمہ دارانہ ہے۔ لوگوں کے ترک جمعہ کا وبال اس کی گردن پر ہوگا۔

کیا عورت گھر پر جمعہ کی نماز پڑھ سکتی ہے؟

سوال :- اگر کوئی عورت اپنے گھر پر اکیلی رہتی ہو اور وہ جمعہ کی نماز بغیر امام، بغیر خطبہ، بغیر نمازی کے پڑھے تو کیا اس کی نماز ہو گئی؟

جواب :- جمعہ کی نماز کے لئے خطبہ اور جماعت شرط ہے اور یہ دونوں چیزیں مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اس لئے عورتیں مل کر بھی جمعہ کی نماز نہیں پڑھ سکتیں اور تنہا عورت تو بدرجہ اولیٰ نہیں پڑھ سکتی۔ اس خاتون کو چاہئے کہ اپنے گھر پر ظہر کی نماز پڑھا کریں۔ ورنہ ظہر کی نماز چھوڑنے کا وبال ان کی گردن پر رہے گا۔ بعض عورتوں کو بزرگی کا ہیضہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنی بزرگی بھگارنے کے لئے اس قسم کی خلاف شریعت باتیں کر بیٹھتی ہیں۔

عیدین کی نماز

نماز عیدین کی نیت

سوال :- نماز عیدین کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟

جواب :- نماز عید کی نیت اس طرح کی جاتی ہے کہ میں دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ واجب مع تکبیرات زائد کی نیت کرتا ہوں۔

بلاعذر نماز عید مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے

سوال :- نماز عید کا مسجد میں پڑھنا کیسا ہے؟

جواب :- بغیر عذر کے عید کی نماز مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے۔

قبولیت کا دن کس ملک کی عید کا ہوگا؟

سوال :- مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ کرۂ ارض پر عید مختلف دنوں میں ہوتی ہے جیسا کہ اس سال سعودیہ میں عید تین دن پہلے ہوئی، اس لئے آپ مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ قبولیت کا دن کس ملک کی عید پر ہوگا؟

جواب :- جس ملک میں جس دن عید ہوگی اس دن وہاں اس کی برکات بھی حاصل ہوں گی۔ جس طرح جہاں فجر کا وقت ہوگا وہاں اس وقت کی برکات بھی ہوں گی اور نماز فجر بھی فرض ہوگی۔

رمضان میں ایک ملک سے دوسرے ملک جانے والا عید کب کرے؟

سوال :- بکر سعودیہ سے واپس پاکستان آیا وہاں روزہ دو دن پہلے رکھا گیا تھا اب جبکہ پاکستان میں ۲۸ روزے ہوں گے اس کے ۳۰ روزے ہو جائیں گے، اب وہ سعودیہ کے مطابق عید کرے گا یا کہ پاکستان کے مطابق؟ یہ بھی واضح کریں کہ بکر نے سعودیہ کے مطابق روزہ رکھا جس دن وہاں عید ہوگی اس دن وہ روزہ رکھ سکتا ہے یا کہ نہیں؟ دو روزے جو زیادہ ہو جائیں گے وہ کس حساب میں شمار ہوں گے؟

جواب :- عید تو وہ جس ملک (مثلاً پاکستان) میں موجود ہے، اسی کے مطابق کرے گا، مگر چونکہ اس کے روزے پورے ہو چکے ہیں اس لئے یہاں آکر جو زائد روزے رکھے گا وہ نفلی شمار ہوں گے۔

پاکستان سے سعودیہ جانے والا آدمی سعودیہ میں کس دن عید کرے گا؟

سوال :- ایک آدمی پاکستان سے سعودی عرب گیا اس کے دو روزے کم ہو گئے اب وہ سعودیہ کے چاند کے مطابق عید کرے گا اور جو روزے کم ہوئے ان کو بعد میں رکھے گا یا اپنے روزے پورے کر کے سعودی عرب کی عید کے دو دن بعد پاکستان کے مطابق اپنی عید کرے گا؟

جواب :- عید سعودیہ کے مطابق کرے اور جو روزے رہ گئے ہیں ان کی قضا کرے۔

اگر نماز عید میں مقتدی کی تکبیرات نکل جائیں تو نماز کس طرح پوری کرے؟

سوال :- عید کی نماز میں اگر مقتدی کی آمد دیر میں ہوتی ہے ایسی صورت میں کہ زائد تکبیریں نکل جائیں تو مقتدی زائد تکبیریں کس طرح ادا کرے گا؟ اور اگر پوری رکعت نکل جائے تو کس طرح ادا کرے گا؟

جواب :- اگر امام تکبیرات سے فارغ ہو چکا ہو، خواہ قرات شروع کی ہو یا نہ کی ہو، بعد میں آنے والا مقتدی تکبیر تحریمہ کے بعد زائد تکبیریں بھی کہہ لے اور اگر امام رکوع میں جا چکا ہے اور یہ گمان ہو کہ تکبیرات کہہ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے گا تو تکبیر تحریمہ کے بعد کھڑے کھڑے تین تکبیریں کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں رکوع کی تسبیحات کے بجائے تکبیرات کہہ لے ہاتھ اٹھائے بغیر اور اگر اس کی تکبیریں پوری نہیں ہوئی تھیں امام رکوع سے اٹھ گیا تو تکبیریں چھوڑ دے امام کی پیروی کرے اور اگر رکعت نکل گئی تو جب امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی رکعت پوری کرے گا تو پہلے قرات

کرے پھر تکبیریں کہے اس کے بعد رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔

عید کی نماز میں اگر امام سے غلطی ہوجائے تو کیا کرے؟

سوال :- اگر عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز پڑھاتے ہوئے امام سے کوئی غلطی ہوجائے تو نماز دوبارہ لوٹائی جائے گی یا سجدہ سہو کیا جائے گا؟

جواب :- اگر غلطی ایسی ہو جس سے نماز فاسد نہیں ہوتی تو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں اور فقہائے لکھا ہے کہ عیدین میں اگر مجمع زیادہ ہو تو سجدہ سہو نہ کیا جائے کہ اس سے نماز میں گڑبڑ ہوگی۔

اگر عیدین میں تکبیریں بھول جائیں تو؟

سوال :- عیدین کی نماز میں اگر امام نے چھ تکبیریں بھول کر اس سے زائد یا کم تکبیریں کہیں' اور اس کا بعد میں احساس ہوا تو کیا نماز توڑ دینی چاہئے یا جاری رکھنی چاہئے؟

جواب :- نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرلیا جائے۔ بشرطیکہ پیچھے مقتدیوں کو معلوم ہوسکے کہ سجدہ سہو ہو رہا ہے اور اگر مجمع زیادہ ہونے کی وجہ سے گڑبڑ کا اندیشہ ہو تو سجدہ سہو بھی چھوڑ دیا جائے۔

خطبہ کے بغیر عید کا کیا حکم ہے؟

سوال :- اگر کوئی امام عید کی نماز کے بعد خطبہ پڑھنا بھول جائے یا نہ پڑھے تو کیا عید کی نماز ہوجائے گی؟ اگر ہوجائے گی تو خطبہ چھوڑنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب :- عید کا خطبہ سنت ہے اس لئے عید خلاف سنت ہوئی۔

نماز عید پر خطبہ' دعا اور معانقہ

سوال :- کیا عید پر گلے ملنا سنت ہے؟

جواب :- یہ سنت نہیں' محض لوگوں کی بنائی ہوئی ایک رسم ہے۔ اس کو دین کی بات سمجھنا اور نہ کرنے والے کو لائق ملامت سمجھنا بدعت ہے۔

سوال :- خطبہ عید نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے یا نماز کے بعد؟ دعا نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد کرنی چاہئے؟

جواب :- عید کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے۔ دعا بعض حضرات نماز کے بعد کرتے ہیں اور بعض خطبہ کے بعد۔ دونوں کی گنجائش ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرامؓ اور فقہاء سے اس سلسلہ میں کچھ منقول نہیں۔

عیدین کی جماعت سے رہ جانے والا شخص کیا کرے؟

سوال :- اگر کوئی عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز باجماعت نہ پڑھ سکے تو کیا وہ شخص گھر میں یہ نماز ادا کرسکتا ہے یا اس نماز کے بدلے میں کسی شخص کو کھانا وغیرہ کھلا دیا جائے تو کیا نماز پوری ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب :- عید کی نماز کی قضا نہیں' نہ اس کا کوئی کفارہ ادا کیا جاسکتا ہے۔ صرف استغفار کیا جائے۔

بقر عید کے دنوں میں تکبیرات تشریق کا حکم

سوال :- تکبیرات تشریق کب پڑھی جائیں؟

جواب :- ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی صبح سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز فرض کے بعد ہر بالغ مرد اور عورت پر تکبیرات تشریق واجب ہیں۔ تکبیر تشریق یہ ہے کہ ہلکی بلند آواز سے یہ کلمات پڑھے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد۔

کیا جمعہ کی عید مسلمانوں پر بھاری ہوتی ہے؟

سوال :- گزشتہ چند روز سے یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ جمعہ کی عید حاکم پر یا عوام پر بھاری گزرتی ہے۔

جواب :- قرآن و حدیث یا اکابر کے ارشادات سے اس خیال کی کوئی سند نہیں ملتی۔ اس لئے یہ خیال محض توہم پرستی ہے' جمعہ بجائے خود عید ہے اور اگر جمعہ کے دن عید بھی ہو تو گویا "عید میں عید" ہوگئی۔ خدا نہ کرے کہ کبھی عید بھی مسلمانوں کے لئے بھاری ہونے لگے۔

عید میں غیر مسلم سے عید ملنا کیسا ہے؟

سوال :- عید میں اگر ایک خاص غیر مسلم فرقہ کے افراد عید ملنے کے لئے ہماری طرف بڑھیں تو کیا ان سے عید مل سکتے ہیں؟

جواب :- عید ملنا علامت ہے دوستی کی اور دوستی اللہ کے دشمنوں سے حرام ہے کیونکہ دشمن کا دوست بھی دشمن ہوتا ہے۔

عیدی کی رسم

سوال :- عید کے دن عیدی کی رسم جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا دینے والے کو گناہ تو نہیں ہوگا؟

جواب :- عید کے روز اگر عیدی کو اسلامی عبادت یا سنت نہیں سمجھا جاتا محض خوشی کے اظہار کے لئے ایسا کیا جاتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

یکمشت کسی ایک کو زکوٰۃ بقدر نصاب دینا

سوال :- ایک مسئلہ آپ سے معلوم کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں زکوٰۃ کسی ایک شخص کو دے دیتا ہوں اور اس کی رقم تقریباً ہزاروں روپے ہوتی ہے۔ یہ میں اس وجہ سے کرتا ہوں کہ کسی مستحق کا کوئی کام پورا ہوجائے۔ کیا ایسی صورت میں یہ زکوٰۃ دینا جائز ہے؟

جواب :- زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے۔ مگر کسی کو یکمشت اتنی زکوٰۃ دے دینا کہ وہ صاحب نصاب ہوجائے مکروہ ہے۔

بغیر بتائے زکوٰۃ دینا

سوال :- معاشرے میں بہت اصحاب ایسے ہیں جو زکوٰۃ لینا باعث شرم سمجھتے ہیں اگرچہ یہ نظریہ غلط ہے تو کیا ایسے اصحاب کو بغیر بتائے اس مد میں سے کسی دوسرے طریقے سے ادا کی جاسکتی ہے۔ مثلاً ان کے بچوں کے کپڑے بنوا دیئے جائیں ان کے بچوں کی تعلیم میں امداد کی جائے۔ اس صورت میں جبکہ زکوٰۃ دینے والے پر لور رقم ممکن نہ ہو۔

جواب :- زکوٰۃ دیتے وقت یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے۔ ہدیہ یا تحفہ کے عنوان سے ادا کی جائے اور ادا کرتے وقت نیت زکوٰۃ کرلی جائے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

سوال :- کسی دوست احباب کی ہم زکوٰۃ کی رقم سے مدد کریں اور اس کو احساس ہوجانے کی وجہ سے ہم بتائیں نہیں تو زکوٰۃ ہوجائے گی؟

جواب :- مستحق کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے۔ اسے کسی بھی عنوان سے زکوٰۃ دے دی جائے اور نیت زکوٰۃ کی کرلی جائے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

ادائے زکوٰۃ کی ایک صورت

سوال :- اگر زکوٰۃ کے روپے ہمارے پاس گھر پر رکھے ہیں۔ گھر کے باہر اگر کوئی ضرورت مند مل جائے ہم جیب کے پیسوں میں سے کچھ دے دیں اور اتنے پیسے ہم گھر آکر زکوٰۃ کے پیسوں میں سے لے لیں تو زکوٰۃ ہوجائے گی۔

جواب :- ادائیگی ہوجائے گی۔

صاحب مال کے حکم کے بغیر وکیل زکوٰۃ ادا نہیں کرسکتا

سوال :- ایک صاحب زکوٰۃ نے اپنی زکوٰۃ کے پیسہ کا کسی کو وکیل نہیں بنایا اور دوسرا کوئی صاحب مال کی اجازت کے بغیر ادا کردے تو ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب :- اگر دوسرا آدمی' صاحب مال کے حکم یا اجازت سے اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کردے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی ورنہ نہیں۔

زکوٰۃ کی تشہیر

سوال :- جنگ میں ایک فوٹو شائع ہوا ہے کہ بیواؤں میں مشینیں تقسیم کر رہے ہیں زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین ہیں کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے کہ اس طرح زکوٰۃ کی تشہیر کی جائے؟

جواب :- فوٹو چھاپنا تو آج کل نمائش اور ریاکاری کا محبوب مشغلہ ہے۔ جن بیواؤں کو سلائی مشینیں تقسیم کی گئیں اگر وہ زکوٰۃ کی مستحق تھیں تو زکوٰۃ ادا ہوگئی ورنہ نہیں۔ زکوٰۃ کی تشہیر اس نیت سے تو درست ہے کہ اس سے زکوٰۃ دہندگان کو ترغیب ہو اور ریاکاری اور نمود و نمائش کی غرض سے زکوٰۃ کی تشہیر جائز نہیں۔ بلکہ اس سے ثواب باطل ہوجاتا ہے۔

تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ دینا

سوال :- اگر کوئی عورت اپنی کل رقم یا سونا جو اس

کے پاس ہے اس پر سالانہ زکوٰۃ نہ نکالتی ہو بلکہ ہر مہینہ کچھ نہ کچھ کسی ضرورت مند کو دے دیتی ہو کبھی نقد رقم کبھی اناج وغیرہ اور وہ اس کا حساب بھی اپنے پاس نہ رکھتی ہو تو اس کا ایسا کرنا زکوٰۃ دینے میں شمار ہوگا یا نہیں؟

جواب :- زکوٰۃ کی نیت سے جو کچھ دیتی ہے اتنی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ لیکن یہ کیسے معلوم ہوگا کہ اس کی زکوٰۃ پوری ہو گئی یا نہیں۔ اس لئے کہ حساب کرکے جتنی زکوٰۃ نکلتی ہو وہ ادا کرنی چاہئے۔ البتہ یہ اختیار ہے کہ اکٹھی دے دی جائے یا تھوڑی تھوڑی کرکے سال بھر میں ادا کر دی جائے۔ مگر حساب رکھنا چاہئے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا ضروری ہے جو چیز زکوٰۃ کی نیت سے نہ دی جائے اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ البتہ اگر زکوٰۃ کی نیت کرکے کچھ رقم الگ رکھ لی اور پھر اس میں سے وقتاً "فوقتاً" دیتے رہے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

سوال :- اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ سال کے آخر میں زکوٰۃ ادا کرنے کے بجائے ہر ماہ کچھ رقم زکوٰۃ کے طور پر نکالتا رہے تو کیا یہ عمل درست ہے؟ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ اس طرح زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ اس طرح صدقہ نکالنا چاہئے۔

جواب :- ہر مہینے تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ نکالتے رہنا درست ہے۔

سوال :- عرض ہے کہ میرا وسیع کاروبار ہے لیکن میں جو سالانہ زکوٰۃ حساب کرکے آہستہ آہستہ مختلف مدارس یا غرباء میں تقریباً آٹھ نو مہینوں میں زکوٰۃ ادا کر دیتا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ زکوٰۃ رمضان کے ماہ میں پوری کی پوری ادا کر دینی چاہئے۔ براہ مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں مکمل بتائیں کہ زکوٰۃ کی رقم کس ماہ میں یا پھر آہستہ آہستہ دے دیں تو کوئی حرج تو نہیں۔ تفصیل کے ساتھ لکھیں۔

جواب :- آپ جب سے صاحب نصاب ہوئے اس تاریخ (قمری تاریخ مراد ہے) کے آنے پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے خواہ وہ رمضان ہو یا محرم۔ بہتر تو یہی ہے کہ حساب کرکے زکوٰۃ کی رقم الگ کر لی جائے لیکن اگر تھوڑی تھوڑی کرکے سال بھر میں ادا کی جائے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور جب سال شروع ہو اسی وقت سے تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ پیشگی ادا کرتے رہیں تو یہ بھی درست ہے تاکہ سال کے ختم ہونے پر زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے۔ بہرحال جتنی مقدار زکوٰۃ کی واجب ہو اس کا ادا ہو جانا ضروری ہے۔

سوال :- اگر کوئی زکوٰۃ مہینہ وار قسطوں میں ادا کرنا چاہئے تو دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ فرض کریں وہ پچھلی زکوٰۃ ادا کر چکا ہے اب اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (۱) پہلی صورت میں وہ ایک سال گزرنے کے بعد حساب لگائے کہ کتنی زکوٰۃ فرض ہوئی ہے اور اس رقم کو مہینہ وار قسطوں میں ادا کرنا شروع کر دے لیکن اگر اس دوران وہ مر گیا تو زکوٰۃ کا بوجھ اس پر رہ جائے گا۔ (۲) دوسری صورت میں وہ حساب لگائے کہ سال کے آخر تک اس پر کتنی زکوٰۃ فرض ہو جائے گی اور قسط وار ادا کرنا شروع کر دے جو کمی بیشی ہو وہ آخر مہینہ میں برابر کرے ایسی صورت میں جب وہ مرے گا تو اس پر زکوٰۃ کا بوجھ نہیں ہوگا لیکن کیا اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

جواب :- پیشگی زکوٰۃ دینا صحیح ہے اس لئے اس کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

سوال :- میں نے رمضان کے مہینے میں جتنی زکوٰۃ نکلتی تھی وہ الگ کرکے رکھ دی اب ایک دو گھروں کو جن کو میں زکوٰۃ دینا چاہتا ہوں ان کو ہر مہینہ اس میں سے نکال کر دے دیتا ہوں کیونکہ اگر ایک ساتھ دیئے جائیں تو یہ لوگ خرچ کر دیتے ہیں اور پھر پریشان رہتے ہیں آپ شرعی نقطہ نظر سے بتا دیجئے کہ میرا یہ فعل درست ہے یا نہیں اس سلسلے میں ایڈوانس زکوٰۃ دینے کے متعلق بھی بتا دیں تو عنایت ہوگی۔

جواب :- آپ کا یہ فعل درست ہے کہ زکوٰۃ کی رقم نکال کر الگ رکھے اور حسب موقع نکالتا رہے اور جو شخص صاحب نصاب ہو اگر وہ سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کر دے یا کئی سال کی پیشگی زکوٰۃ ادا کر دے تو یہ بھی جائز ہے۔

مجوزہ پیشگی زکوٰۃ کی رقم سے قرض دینا

سوال :- میں ہر مہینے زکوٰۃ کے روپے نکالتی ہوں اور رمضان شریف میں دے دیتی ہوں اگر کوئی عام دنوں میں مجھ سے یہ روپے قرض مانگے تو کیا میں دے سکتی ہوں۔

جواب :- جب تک وہ رقم آپ کے پاس ہے آپ کی ملکیت ہے آپ اس کا جو چاہیں کر سکتی ہیں۔

گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ

سوال :- ایک شخص پر زکوٰۃ واجب ہے لیکن وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا کچھ عرصے کے بعد وہ خدا کے حضور توبہ استغفار کرتا ہے اور آئندہ ادا کرنے کا اپنے خدا سے وعدہ کرتا ہے پچھلی زکوٰۃ کے بارے میں اس پر کیا حکم ہے کیا پچھلی زکوٰۃ بھی ادا کرے مثلاً دس سال تک زکوٰۃ ادا نہیں کی جبکہ اس کے پاس ذاتی مکان بھی نہیں ہے اور تنخواہ بھی صرف گزارے کی ہو ایسے شخص کیلئے زکوٰۃ کے بارے میں کیا حکم ہے۔

جواب :- نماز' زکوٰۃ' روزہ سب کا ایک ہی حکم ہے۔ اگر کوئی شخص غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے ان فرائض کو چھوڑتا رہا تو صرف توبہ سے یہ فرائض معاف نہیں ہوں گے بلکہ حساب کرکے جتنے سالوں کی نمازیں اس کے ذمہ ہیں ان کو تھوڑی تھوڑی کرکے ادا کرنا شروع کر دے۔ مثلاً ہر نماز کے ساتھ ایک نماز قضا کر لیا کرے۔ بلکہ نفلوں کی جگہ بھی قضا نمازیں پڑھا کرے۔ یہاں تک کہ گذشتہ سالوں کی ساری نمازیں پوری ہو جائیں اس طرح زکوٰۃ کا حساب کرکے وقتاً "فوقتاً" ادا کرتا رہے یہاں تک کہ گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ پوری ہو جائے۔ اسی طرح روزے کا حکم سمجھ لیا جائے۔ الغرض ان قضا شدہ فرائض کا ادا کرنا بھی ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ فرائض کا۔

گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ کیسے ادا کریں

سوال :- میری شادی تیرہ سال پہلے ہوئی تھی اس پر میں نے اپنی بیوی کو چھ تولہ سونا اور بیس تولہ چاندی تحفہ کے طور پر دی تھی۔ الف۔ اس مالیت پر کتنی زکوٰۃ ہوگی۔ ب۔ دو سال بعد اس مالیت میں سونا ایک تولہ کم ہو گیا یعنی بعد میں ۵ تولہ سونا ۲۰ تولہ چاندی رہ گئی ہے اس کو تقریباً ۱۱ سال ہو گئے ہیں جس کی کوئی زکوٰۃ نہیں دی گئی۔ اب اس کی کتنی زکوٰۃ دیں حساب کرکے بتائیں۔ اگر سونا دیں تو کتنا دینا ہے

سوال :- میری بہن کے پاس ۹ تولہ سونا ہے اور ۲۰ تولے چاندی ہے اور یہ سترہ سال سے ہے۔ آپ بتائیں کہ اس کو اب کتنی زکوٰۃ دینی ہے

جواب :- دونوں مسئلوں کا ایک ہی جواب ہے۔ آپ کی بیوی اور آپ کی بہن کی ملکیت میں جس تاریخ کو سونا چاندی آئے ہر سال قمری تاریخ کو ان پر زکوٰۃ فرض ہوتی رہی۔ جو انہوں نے ادا نہیں کی اس لئے تمام گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا ان کے ذمہ ہے۔

گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سونے اور چاندی کی جو مقدار تھی اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے۔ پھر دوسرے سال اس چالیسویں حصے کی مقدار منہا کرکے باقی ماندہ کا چالیسواں حصہ نکالا جائے۔ اسی طرح سترہ سال کا حساب لگایا جائے اور ان باقی تمام سالوں کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔ آپ کی بہن کے پاس سترہ سال پہلے ۹ تولے سونا اور ۲۰ تولے چاندی تھی۔ میں نے سترہ سال کی زکوٰۃ کا حساب لگایا تو سونے کی زکوٰۃ کی مجموعی مقدار ۳۶٫۷ گرام بنی' اور چاندی کی زکوٰۃ کی مجموعی مقدار ۲۰۱٫۸ گرام بنی' لہٰذا ۹ تولہ سونا اور ۲۰ تولہ چاندی کی زکوٰۃ میں مندرجہ بالا مقدار کا ادا کرنا آپ کی بہن کے ذمہ لازم ہے۔ اور آپ کی بیوی کے ذمہ گیارہ سال کی زکوٰۃ میں ۷۹۵ء۱۳ گرام سونا اور ۲۵٫۵۰۹ گرام چاندی کا ادا کرنا لازم ہے۔

دکان کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے

سوال :- میں ایک دکان کا مالک ہوں جو کہ آج سے تقریباً چار سال بعد ۲۰ ہزار روپے میں خریدی تھی اور تقریباً ایک سال قبل میں نے اس میں ۵۰ ہزار روپے کا سامان خرید کر بھرا تھا جس میں تقریباً ۲۰ ہزار روپے کا سامان قرض لیا تھا جو اب میں نے ادا کر دیا ہے اس دکان سے مجھ کو جو آمدنی ہوتی ہے میں وہ پوری دکان میں ہی لگا دیتا ہوں.... مارکیٹ کے حساب سے میری دکان کی قیمت ایک لاکھ روپے سے زیادہ کی ہے اور اس میں جو سامان ہے اس کی قیمت بھی ۶۰ یا ۶۵ ہزار بنتی ہے ماہ رمضان آنے والا ہے آپ سے سوال یہ ہے کہ میں اس پر زکوٰۃ کس حساب سے ادا کروں دکان کی آمدنی سے میں کچھ خرچ نہیں کرتا

جواب :- دکان میں جتنی مالیت کا سامان ہے اس کی قیمت لگا کر آپ کے ذمہ اگر کچھ قرض ہو اس کو منہا کر دیا کریں۔ اور باقی جتنی رقم بچے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں ادا کر دیا کریں۔ دکان کی عمارت' باردانہ اور فرنیچر وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں صرف قابل فروخت مال پر زکوٰۃ ہے۔

استعمال شدہ چیز زکوٰۃ کے طور پر دینا

سوال :- ایک شخص ایک چیز چھ ماہ استعمال کرتا ہے چھ ماہ استعمال کے بعد وہی چیز اپنے دل میں زکوٰۃ کی نیت کرکے آدھی قیمت پر بغیر بتائے زکوٰۃ کو دے دیتا ہے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں۔

جواب :- اگر بازار میں فروخت کی جائے اور اتنی قیمت مل جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

نہ فروخت ہونے والی چیز کو زکوٰۃ میں دینا

سوال :- ایک دکان دار سے ایک نہیں بکتی وہ چیز زکوٰۃ میں دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور قبول ہوگی بھی یا نہیں؟

جواب :- ردی چیز زکوٰۃ میں دینا اخلاص کے خلاف ہے۔ تاہم اس چیز کی جتنی مالیت بازار میں ہو اس کے دینے سے اتنی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

اشیاء کی شکل میں زکوٰۃ کی ادائیگی

سوال :- کیا زکوٰۃ کی رقم مستحقین کو اشیاء کی شکل میں بھی دی جاسکتی ہے؟

جواب :- دی جاسکتی ہے۔ لیکن اس میں احتیاط ملحوظ رہے کہ ردی قسم کی چیزیں زکوٰۃ میں نہ دی جائیں۔

زکوٰۃ کی رقم سے مستحقین کے لئے کاروبار کرنا

سوال :- زکوٰۃ کی امداد کی تقسیم کے بارے میں ایک نظریہ یہ سامنے آیا ہے کہ یہ رقم مستحقین کو دینے کے بجائے اس سے مستحقین کے حق میں کسی ذمہ دار فرد کی نگرانی میں صنعتی نوعیت کا کوئی کاروبار کردیا جائے تاکہ اس سے منافع حاصل ہو اور غرباء کو روزگار بھی فراہم کرکے مستحقین کو جلد یا بدیر انہیں صاحب نصاب لوگوں کے برابر لاکھڑا کیا جائے جبکہ میں نے ایک دینی اور دنیوی دونوں علوم میں کافی دسترس رکھنے والے گوشہ نشین بزرگ سے یہ سنا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم مخیر افراد سے مستحقین کو براہ راست ملنی چاہئے کسی تیسرے فرد کو ان دونوں کے درمیان نہ تو حائل ہونے کی اجازت ہے اور نہ اس رقم کو مستحق آدمی کے پاس پہنچنے سے پہلے اس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرنے کا اختیار ہے خواہ وہ مستحقین کے حق میں ہی کیوں نہ ہو۔ ان دونوں نظریوں کے صحیح یا غلط ہونے کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔

جواب :- اس بزرگ کی یہ بات صحیح ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کا جب تک کسی فقیر محتاج کو مالک نہیں بنادیا جائے گا زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ ان کو اس رقم کا مالک بنادینے کے بعد اگر ان کی اجازت ہو تو ایسا کوئی انتظام کیا جائے جو آپ نے لکھا ہے تو درست ہے۔

زکوٰۃ کی رقم سے غرباء کے لئے صنعت لگانا

سوال :- کیا زکوٰۃ کی رقم سے مل اور صنعتی کارخانے لگائے جاسکتے ہیں تاکہ غرباء و نادار مستحقین زکوٰۃ کی بہترین اور مستقل طور پر مدد کی جاسکے۔

جواب :- زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے فقیر کو مالک بنانا شرط ہے۔ صنعتی کارخانہ لگانے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ ہاں! اگر کارخانہ لگا کر ایک فقیر کو یا چند فقراء کو آپ اس کا مالک بنادیتے ہیں جتنی مالیت کا وہ کارخانہ ہے اتنی مالیت کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

قرض دی ہوئی رقم میں زکوٰۃ کی نیت کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی

سوال :- ہم نے کسی غریب اور پریشان حال و ضرورت مند کی مالی مدد کی اس نے ادھار رقم مانگی تھی۔ اس کی خستہ حالی کے پیش نظر ہم نے مالی اعانت کی اب وہ مقررہ معیاد میں قرض لی ہوئی رقم کو آج تک واپس نہیں کرسکا اور نہ ہی صورت دکھائی۔ اب کیا ہم اس کو قرض دی ہوئی رقم کو زکوٰۃ کی نیت کرکے چھوڑ دیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ جبکہ ہم نے اسے رقم ادھار دی تھی تو زکوٰۃ کی نیت نہیں کی تھی نہ ہی یہ خیال تھا کہ وہ رقم ہم کو واپس نہیں کرے گا اور ہضم کر جائے گا۔

جواب :- جو صورت آپ نے لکھی ہے اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت نیت کرنا شرط ہے۔

قرض دی ہوئی رقم پر زکوٰۃ سالانہ دیں چاہے قرض کی وصولی پر یکمشت

سوال :- میں نے کچھ رقم ایک دوست کو قرض حسنہ کے طور پر دی ہوئی ہے۔ کیا میں اس پر ہر سال زکوٰۃ دوں یا جب وہ وصول ہو جائے تب دوں۔ واضح ہو کہ رقم کو دیئے ہوئے کئی سال ہوگئے ہیں اور اب اس دوست کا کاروبار اچھا چل رہا ہے۔ میرے دو چار دفعہ مانگنے پر بھی اس نے رقم واپس نہیں کی ٹال دیتا ہے کہ ابھی نہیں ہے ایک بل پھنسا ہوا ہے جب مل گیا تو فوراً ادا کردوں گا۔

جواب :- اس قرض کی رقم پر زکوٰۃ تو آپ کے ذمہ ہر سال واجب ہے البتہ یہ آپ کو اختیار ہے کہ سال کے سال ادا کردیا کریں، یا جب وہ قرض وصول ہو تو گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ وقت پر ادا کریں۔

مقروض سونے کی زکوٰۃ کس طرح ادا کرے

سوال :- میرے پاس زیور ۹ تولے ہے۔ اس کی زکوٰۃ کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔ زکوٰۃ کتنے تولے پر لاگو ہوتی ہے اور کتنے تولے کے بعد زکوٰۃ دینی پڑتی ہے۔ فرض کرو کہ ۵ تولے پر زکوٰۃ ہے تو مجھے بقایا ۴ تولے کی زکوٰۃ دینی پڑے گی یا ٹوٹل ۹ تولے کی دینی ہوگی۔ میں سرکاری ادارے میں ملازم ہوں اور میں نے کافی قرضہ بھی دینا ہے۔ اس صورت میں زکوٰۃ کا طریقہ کیا ہے جبکہ میری تنخواہ بھی زیادہ نہیں ہے۔ مشکل سے گزارہ ہوتا ہے۔

جواب :- آپ کے ذمہ جو قرضہ ہے اس کو منہا کرنے کے بعد اگر آپ کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا باقی رہ جاتا ہے تو آپ پر اس باقی ماندہ کی زکوٰۃ واجب ہے۔

زکوٰۃ سے ملازم کو تنخواہ دینا جائز نہیں امداد کے لئے زکوٰۃ دینا جائز ہے

سوال :- میرے ہاں ایک ملازم ہے جس نے تنخواہ میں اضافہ کا مطالبہ کیا تو میں نے زکوٰۃ کی نیت سے اضافہ کردیا۔ اب وہ یہ سمجھتا ہے کہ تنخواہ میں اضافہ ہوا اسی کے بدلہ میں کام کررہا ہوں۔ کیا اس طرح دی ہوئی میری زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب :- ملازم کی تنخواہ تو اس کے کام کا معاوضہ ہے اور جب آپ نے تنخواہ بڑھانے کے نام پر اضافہ کیا تو وہ بھی کام کے معاوضہ میں ہوا اس لئے اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ جو تنخواہ اس کے ساتھ طے ہو وہ ادا کرنے کے علاوہ اگر اس کو ضرورت مند اور محتاج سمجھ کر زکوٰۃ دے دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

ملازم کو ایڈوانس دی ہوئی رقم کی زکوٰۃ کی نیت درست نہیں

سوال :- میں نے اپنے ملازم کو کچھ رقم بطور ایڈوانس واپسی کی شرط پر دی لیکن میں دیکھتا ہوں کہ یہ رقم ادا نہیں کرسکے گا۔ اگر میں زکوٰۃ کی نیت کرلوں تو کیا ادا ہو جائے گی؟

جواب :- زکوٰۃ کی نیت دیتے وقت کرنی ضروری ہے۔ بعد میں کی ہوئی نیت کافی نہیں اس لئے آپ رقم کو زکوٰۃ کی مد میں منہا نہیں کرسکتے۔ ہاں یہ کرسکتے ہیں کہ زکوٰۃ کی نیت سے اس کو اتنی رقم دے کر پھر خواہ اسی وقت اپنا قرض وصول کریں۔

آئندہ کے مزدوری کے مصارف زکوٰۃ سے منہا کرنا درست نہیں

سوال :- ایک شخص مکان بنوا رہا ہے۔ مزدور کام کررہے ہیں اس دوران زکوٰۃ دینے کا وقت آتا ہے۔ کیا وہ ان مزدوروں کی اجرت الگ رکھ کر زکوٰۃ نکالے گا۔ یعنی اگر فرض کیا ۵۰ ہزار بننے کا اندازہ ہے تو ۵۰ ہزار الگ رہنے دے اور اس کی زکوٰۃ نہ نکالے کیونکہ میں نے پڑھا ہے کہ اگر نوکر ہیں کسی کے تو وہ ان کی تنخواہ نہیں دے کر پھر زکوٰۃ دے؟

جواب :- جتنا خرچ مکان پر اٹھ چکا ہے اور اس کے ذمہ مزدوروں کی مزدوری واجب الادا ہوگئی ہے، اس کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ کرسکتا ہے لیکن آئندہ جو مصارف اٹھیں گے یا مزدوری واجب ہوگی اس کو منہا کرنا درست نہیں۔

زکوٰۃ کی رقم سے مسجد کا جنریٹر خریدنا جائز نہیں

سوال :- ایک آدمی اپنی زکوٰۃ کی رقم سے مسجد کا جنریٹر خرید سکتا ہے یا نہیں؟

جواب :- زکوٰۃ کی رقم سے مسجد کا جنریٹر نہیں خریدا جاسکتا البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی غریب آدمی قرض لے کر جنریٹر خرید کر مسجد کو دے دے اور زکوٰۃ کی رقم اس کو قرضہ ادا کرنے کے لئے دے دی جائے۔

پیسے نہ ہوں تو زیور بیچ کر زکوٰۃ ادا کرے

سوال :- زکوٰۃ دینا صرف بیوی پر فرض ہے، وہ تو کماکر نہیں لاتی پھر وہ کس طرح زکوٰۃ دے جبکہ شوہر اس کو صرف اتنی ہی رقم دیتا ہے جو گھر کی ضروریات کے لئے ہوتی ہے۔

جواب :- اگر پیسے نہ ہوں تو زیور فروخت کرکے زکوٰۃ دیا کرے یا زیور ہی کا چالیسواں حصہ دینا ممکن ہو تو وہ دے دیا کرے۔

سوال :- زید کی بیوی کے پاس سونے کے زیورات ہیں جس کا وزن نہیں کرایا ہے۔ کیا اس کی زکوٰۃ بیوی کو دینی ہے یا شوہر کو جبکہ شوہر تمام ضروریات خود پوری کرتا ہے اور بیوی کو بہت کم رقم جیب خرچ کے لئے دیتا ہے۔ بعض اوقات شوہر کے پاس سال کے آخر میں اتنے پیسے نہیں ہوتے کہ زکوٰۃ ادا کی جائے۔ شوہر کی آمدنی اسکول کے استاد کی تنخواہ اور ٹیوشن وغیرہ پر ہے۔ شوہر کی کچھ رقم نفع و نقصان کے کاروبار پر لگی ہوئی ہے جس پر زکوٰۃ دے دی جاتی ہے کیا پھر بھی سونے کے زیورات پر زکوٰۃ دینی ہوگی؟

جواب :- سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے ہے۔ اگر زید کی بیوی کے پاس اتنا سونا ہے جس کی وہ خود مالک ہے تو زکوٰۃ اس پر فرض ہے اگر پیسے نہ ہوں تو زیور فروخت کرکے زکوٰۃ دی جائے۔

بیوی خود زکوٰۃ ادا کرے چاہے زیور بیچنا پڑے

سوال :- میرے تمام زیورات کی تعداد تقریباً آٹھ تولہ سونا ہے لیکن اس کے علاوہ میرے پاس نہ تو قربانی کے لئے اور نہ ہی زکوٰۃ کے لئے کچھ رقم ہے لہٰذا میں نے ایک سیٹ اپنی بچی کے نام رکھ چھوڑا ہے۔ وہ اب زیر استعمال بھی نہیں اور شوہر زکوٰۃ دینے پر راضی نہیں اور کہتا ہے تمہارا زیور ہے تم جانو مگر اس میں میری صرف اتنی ملکیت ہے کہ پہن سکوں، تبدیل یا فروخت بھی نہیں کرسکتی اب بچی والے زیور کی زکوٰۃ کون دے گا؟ بھائی کے دیئے ہوئے ڈھائی ہزار روپے پر زکوٰۃ نکال دیتی ہوں۔

جواب :- جو زیور آپ نے بچی کی ملک کردیا ہے وہ جب تک نابالغ ہے اس پر زکوٰۃ نہیں۔ لیکن اس کی ملکیت کردینے کے بعد آپ کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں۔ باقی زیور اگر نقدی ملا کر حد زکوٰۃ تک پہنچتا ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر نقد روپیہ نہ ہو تو زیور فروخت کرکے زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔ اگر شوہر آپ کے کہنے پر آپ کی طرف سے زکوٰۃ ادا کردیا کرے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ مگر اس کے ذمہ فرض نہیں۔ فرض آپ کے ذمہ ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے کی گنجائش نہ ہو تو اتنا زیور ہی نہ رکھا جائے جس پر زکوٰۃ فرض ہو۔ یہ جواب تو اس صورت میں ہے کہ یہ زیور آپ کی ملکیت ہو۔ لیکن آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ "اس میں میری صرف اتنی ملکیت ہے کہ پہن سکوں، تبدیل یا فروخت بھی نہیں کرسکتی" اس فقرے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زیور دراصل شوہر کی ملکیت ہے اور آپ کو صرف پہننے کے لئے دیا گیا ہے۔ اگر یہی مطلب ہے تو اس زیور کی زکوٰۃ آپ کے شوہر پر فرض ہے۔ آپ پر نہیں۔

غریب والدہ نصاب بھر سونے کی زکوٰۃ زیور بیچ کر ادا کرے

سوال :- والدہ صاحبہ کے پاس قابل زکوٰۃ زیور ہے ان کی اپنی کوئی آمدنی نہیں بلکہ اولاد پر گزر اوقات ہے۔ اس صورت میں زکوٰۃ ان کے زیور پر واجب ہے یا نہیں؟

جواب :- زکوٰۃ واجب ہے۔ بشرطیکہ یہ زیور نصاب کی مالیت کو پہنچتا ہو۔ زیور بیچ کر زکوٰۃ دی جائے۔

شوہر کے فوت ہونے پر زکوٰۃ کس طرح ادا کریں

سوال :- ہماری ایک عزیزہ ہیں۔ ان کے شوہر فوت ہوگئے ہیں اور ان پر بارہ ہزار کا قرضہ ہے۔ جبکہ ان کے پاس تھوڑا بہت سونا ہے۔ آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ کیا ان کو زکوٰۃ دینی چاہئے اگر دینی ہے تو کتنی؟

جواب :- شوہر کا چھوڑا ہوا ترکہ صرف اس کی اہلیہ کا نہیں بلکہ سب سے پہلے اس کے شوہر کا قرضہ ادا کیا جائے پھر اسے شرعی حصوں پر تقسیم کیا جائے اور پھر ان وارثوں میں سے جو بالغ ہوں ان کا حصہ نصاب کو پہنچتا ہو تو اس پر زکوٰۃ ہوگی۔

اگر نقدی نہ ہو تو سابقہ اور آئندہ سالوں کی زکوٰۃ میں زیور دے سکتے ہیں

سوال :- اگر کوئی لڑکی جہیز میں اپنے ساتھ اتنا زیور لائے جس کی زکوٰۃ کی رقم اچھی خاصی بنتی ہو اور شوہر کی آمدنی سے سال میں اتنی رقم پس انداز نہ ہوسکتی ہو تو بتایا جائے زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے؟

جواب :- ان زیورات کا کچھ حصہ فروخت کردیا جائے یا کئی سال کی زکوٰۃ میں دے دیا جائے یعنی اس کی قیمت لگائی جائے اور زیورات کی زکوٰۃ جتنے سال کی اس کے برابر ہو اتنے سال کی نیت کرکے وہ زیور زکوٰۃ میں دے دیا جائے۔

دوکان میں مال تجارت پر زکوٰۃ اور طریقہ ادائیگی

سوال :- میں کتابوں اور اسٹیشنری کی دکان کرتا ہوں۔ سامان کی مالیت تقریباً بارہ تا پندرہ ہزار ہوگی۔ دکان کرایہ کی ہے۔ آیا یہ دکان کا سامان قابل ادائیگی زکوٰۃ ہے؟ یعنی اس مال تجارت پر زکوٰۃ فرض ہے؟

جواب :- دکان کا جو بھی مال فروخت کیا جاتا ہے۔ اگر اس مال کی مالیت ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کو پہنچتی ہے تو اس مال پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

سوال :- اگر اس مال پر زکوٰۃ فرض ہے تو چونکہ اسٹیشنری کا سامان بہت ساری اشیاء پر مشتمل ہے اور میں روزانہ خریداری اور فروخت بھی کرتا ہوں، اس لئے اس کا حساب کتاب ناممکن سا ہو جاتا ہے تو کیا اندازاً اس کی قیمت لگا کر زکوٰۃ ادا کرسکتا ہوں؟

جواب :- روزانہ کا حساب رکھنے کی ضرورت نہیں۔ سال میں ایک تاریخ مقرر کرلیجئے۔ مثلاً یکم رمضان کو پوری دکان کے قابل فروخت سامان کا جائزہ لے کر اس کی مالیت کا تعین کرلیا کیجئے، اور اس کے مطابق زکوٰۃ ادا کردیا کیجئے جس تاریخ کو آپ نے دکان شروع کی تھی۔ ہر سال اس تاریخ کو حساب کرلیا کیجئے۔

انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی

سوال :- ایک شخص صاحب نصاب ہے، اگر وہ شرع کے مطابق اپنی جائیداد، رقم وغیرہ سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو کیا شرعاً وہ ملکی نظام دولت کا وضع کردہ انکم ٹیکس ادا کرنے سے بری ہوجاتا ہے؟ اگر وہ صرف انکم ٹیکس ادا کرتا ہے اور زکوٰۃ نہیں دیتا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ نیز موجودہ نظام میں وہ کیا طریقہ اختیار کرے؟

جواب :- انکم ٹیکس ملکی ضروریات کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہے۔ جبکہ زکوٰۃ ایک مسلمان کے لئے فریضہ خداوندی اور عبادت ہے۔ انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی بلکہ زکوٰۃ کا الگ ادا کرنا فرض ہے۔

مالک بنائے بغیر فلیٹ رہائش کے لئے دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی

سوال :- دریافت طلب یہ ہے کہ زکوٰۃ کی مد سے تعمیر کئے گئے فلیٹ حسب ذیل شرائط پر مستحقین زکوٰۃ کو دیئے گئے ہیں تو زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے یا نہیں؟

شرائط

ا۔ یہ فلیٹ کم از کم پانچ سال تک آپ کسی کے ہاتھ بیچ نہیں سکیں گے (زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں)۔

۲۔ متعلقہ فلیٹ آپ کو اپنے استعمال کے لئے دیا جارہا ہے، اس میں آپ کرایہ دار نہیں رکھیں گے، پگڑی پر نہیں دے سکیں گے اور کسی دوسرے شخص کو استعمال کے لئے بھی نہیں دے سکیں گے۔

۳۔ آپ نے فلیٹ اگر کسی کو پگڑی پر دیا یا کرایہ دار رکھا تو اس کی اطلاع جماعت کو ملنے پر آپ کے فلیٹ کا حق منسوخ کردیا جائے گا۔

۴۔ فلیٹ کی مینٹیننس (یعنی مرمت وغیرہ) کی رقم جو جماعت مقرر کرے وہ ہر ماہ ادا کرکے اس سے رسید حاصل کرنی پڑے گی۔

۵۔ فلیٹ کی وساطت کسی دوسرے فلیٹ کے قبضہ دار سے بدلی نہیں کیا جاسکے گا۔

۶۔ اس عمارت کی چھت جماعت کے قبضے میں رہے گی۔

۷۔ مستقبل میں فلیٹ بیچنے یا چھوڑنے کی صورت میں جماعت سے نو آبجیکشن سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد مزید کارروائی ہو سکے گی۔

۸۔ اوپر بیان کی گئی شرائط کے علاوہ جماعت کی جانب سے عمل میں آنے والے نئے احکامات اور شرائط کو مان کر ان پر بھی عمل کرنا ہوگا۔ ان بیان کی گئی شرائط اور پابندیوں کی خلاف ورزی کرنے والے ممبر سے جماعت فلیٹ خالی کرا سکے گی اور فلیٹ میں رہنے والے کو اس پر عمل کرنا اور قانونی حق چھوڑنا ہوگا۔

(مذکورہ بالا اقرار نامہ کی تمام شرائط اور ہدایت پڑھ کر سمجھ کر منظور کرتا اور راضی خوشی سے اس پر اپنے دستخط کرتا ہوں) براہ مہربانی جواب عنایت فرمائیں تاکہ سب جماعتوں کو پتہ چل جائے کیونکہ یہ سلسلہ سکھر' حیدر آباد اور کراچی کی میمن برادری میں عام چل پڑا ہے اور اس میں کروڑوں روپے زکوٰۃ کی مد میں لوگوں سے وصول کر کے لگائے جا رہے ہیں۔

جواب :۔ زکوٰۃ تب ادا ہوتی ہے جب محتاج کو مال زکوٰۃ کا مالک بنا دیا جائے اور زکوٰۃ دینے والے کا اس سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ رہے۔ آپ کے ذکر کردہ شرائط نامہ میں جو شرطیں ذکر کی گئی ہیں وہ عاریت کی ہیں' تملیک کی نہیں' لہٰذا ان شرائط کے ساتھ اگر کسی کو زکوٰۃ کی رقم سے فلیٹ بنا کر دیا گیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ زکوٰۃ کے ادا ہونے کی صورت یہی ہے کہ جن کو یہ فلیٹ دیئے جائیں ان کو مالک بنا دیا جائے اور ملکیت کے کاغذات سمیت ان کو مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں کہ یہ لوگ ان فلیٹس میں جیسے چاہیں مالکانہ تصرف کریں اور جماعت کی طرف سے ان پر کوئی پابندی نہ ہو۔ اگر ان کو مالکانہ حقوق نہ دیئے گئے تو زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اور ان پر لازم ہوگا کہ اپنی زکوٰۃ دوبارہ ادا کریں۔

کن لوگوں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں
زکوٰۃ کے مستحقین

سوال :۔ کن کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور کن کن کو ناجائز؟

جواب :۔ اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ اسی طرح شوہر بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے ہیں۔ جو لوگ خود صاحب نصاب ہوں ان کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ آنحضرت ﷺ کے خاندان (ہاشمی حضرات) کو زکوٰۃ دینے کا حکم نہیں' بلکہ اگر وہ ضرورت مند ہوں تو ان کی مدد غیر زکوٰۃ سے لازم ہے۔ اپنے بھائی' بہن' چچا' بھتیجے' ماموں' بھانجے کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ مزید تفصیل خود پوچھئے یا کسی کتاب میں پڑھ لیجئے۔

سوال :۔ زکوٰۃ کی تقسیم کن کن قوموں پر حرام ہے جبکہ ہمارے علاقہ تحصیل پلندری بلکہ پورے آزاد کشمیر میں سید' ملک' اعوان اور لوہار' ترکھان' قریشی وغیرہ ان کے لئے زکوٰۃ حرام قرار دے کر بند کر دی گئی البتہ سید حضرات کے لئے تو زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔ دیگر دو قومیں جن میں قریشی کہلانے والے' ترکھان' لوہار اور اعوان' ملک شامل ہیں زکوٰۃ کے حق دار ہیں یا نہیں؟ براہ کرم اس کی بھی وضاحت کریں کہ سید گھرانے کے علاوہ حاجت مند لوگ مثلاً یتیم' بیوہ' معذور زکوٰۃ لینے کے حق دار ہیں؟

جواب :۔ زکوٰۃ آنحضرت ﷺ کے خاندان کے لئے حلال نہیں اور آنحضرت ﷺ کے خاندان سے مراد ہیں آل علی' آل عقیل' آل جعفر' آل عباس اور آل حارث بن عبدالمطلب۔ پس جو شخص ان پانچ بزرگوں کی نسل سے ہو اس کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔ اگر وہ غریب اور ضرورت مند ہو تو دوسرے فنڈ سے ان کی خدمت کرنی چاہئے۔

سید اور ہاشمیوں کی اعانت غیر زکوٰۃ سے کی جائے

سوال :۔ اسلام دین مساوات ہے اور دین عدل و حکمت ہے' اسلام غیر مسلموں سے جزیہ وصول کرتا ہے تو انہیں اپنے زیر سایہ تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اسلام زکوٰۃ دینے کا حکم دیتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ انہیں امت (ہاشمی کے علاوہ) کے غریبوں' مسکینوں' یتیموں اور بیواؤں پر خرچ کیا جائے۔ یہ اسلام کا ایک حکم ہے جس پر عمل کرنا واجب ہے لیکن میرا سوال یہ ہے کہ ہمارا مذہب ہاشمی امت کے غریبوں' بیواؤں' یتیموں' ناداروں' مسکینوں اور محتاجوں' غریب طالب علموں کے لئے کیا مالی تحفظ فراہم کرتا ہے؟

جواب :۔ ہاشمی آنحضرت ﷺ کا خاندان ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے لئے اور اپنے متعلقین کے لئے زکوٰۃ کو ممنوع قرار دیا ہے۔ یہ حضرات اگر ضرورت مند ہوں تو غیر زکوٰۃ فنڈ سے ان کی خدمت کرنی چاہئے اور آنحضرت ﷺ کی قرابت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کی خدمت کرنا بڑے اجر کا موجب ہے۔

سادات کو زکوٰۃ کیوں نہیں دی جاتی؟

سوال :۔ مولانا صاحب میں نے اکثر کتابوں میں پڑھا ہے اور سنا بھی ہے کہ سادات لوگوں کو زکوٰۃ نہیں دینا چاہئے' ایسا کیوں ہے؟

جواب :۔ زکوٰۃ لوگوں کے مال کا میل ہے اور حضور ﷺ کی آل کو اس سے ملوث کرنا مناسب نہ تھا وہ اگر ضرورت مند ہوں تو پاک مال سے ان کی مدد کی جائے نیز اگر آپ کی آل کو زکوٰۃ دینے کا حکم ہوتا تو ایک ناواقف کو وسوسہ ہو سکتا تھا کہ یہ خوبصورت نظام اپنی اولاد ہی کے لئے تو (معاذ اللہ) جاری نہیں فرما گئے؟ نیز اس کا ایک نفسیاتی پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ اگر آپ کی آل کو زکوٰۃ دینا جائز ہوتا تو لوگ آپ کے رشتہ قرابت کی بنا پر انہی کو ترجیح دیتے۔ غیر سید کو زکوٰۃ دینے پر ان کا دل مطمئن نہ ہوتا۔ اس سے دوسرے فقراء کو شکایت پیدا ہوتی۔

سوال :۔ سنی فقہ میں سیدوں پر زکوٰۃ' خیرات اور صدقہ کے استعمال کی ممانعت ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا اس فقہ میں غریب سید نہیں ہوتے اگر ہوتے ہیں تو ان کی حاجت روائی کے لئے فقہ سنی میں کون سا طریقہ ہے اور اس سلسلہ میں حکومت پاکستان کے زکوٰۃ و عشر میں کوئی گنجائش ہے یا نہیں؟

جواب :۔ یہ مسئلہ سنی فقہ کا نہیں بلکہ خود آنحضرت ﷺ کا ارشاد فرمودہ ہے کہ آپ ﷺ اور آپ کی آل کے لئے زکوٰۃ اور صدقہ حلال نہیں کیونکہ یہ لوگوں کے مال کا میل کچیل ہے۔ آنحضرت ﷺ کو اور آپ کی آل کو اللہ تعالیٰ نے اس کثافت سے پاک رکھا ہے۔ سید اگر غریب ہوں تو ان کی خدمت میں عزت و احترام سے ہدیہ پیش کرنا چاہئے۔ حکومت کو بھی چاہئے کہ سیدوں کی کفالت غیر صدقاتی فنڈ سے کرے۔

سید کی بیوی کو زکوٰۃ

سوال :۔ ہمارے ایک عزیز جو کہ سید ہیں جسمانی طور پر بالکل معذور ہونے کے باعث کمانے کے قابل نہیں ہیں۔ ان کے گھر کا خرچ ان کی بیوی جو کہ غیر سید ہیں بچوں کو ٹیوشن پڑھا کر اور کچھ قریبی عزیزوں کی مدد سے چلاتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ چونکہ ان کی بیوی غیر سید ہیں اور گھر کی کفیل ہیں تو باوجود اس کے کہ شوہر اور بچے سید ہیں ان کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟

جواب :۔ بیوی اگر غیر سید ہے اور وہ زکوٰۃ کی مستحق ہے تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں' اس زکوٰۃ کی مالک ہونے کے بعد وہ اگر چاہے تو اپنے شوہر اور بچوں پر خرچ کر سکتی ہے۔

سادات لڑکی کی اولاد کو زکوٰۃ

سوال :۔ ہندہ کی شادی زید کے ساتھ ہوئی تھی جس سے اس کے دو بچے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد زید نے ہندہ کو طلاق دے دی' بچے ہندہ کے پاس ہیں جو محنت کر کے ان کی پرورش کرتی ہے۔ زید بچوں کی پرورش کے لئے اس کو کچھ نہیں دیتا ہندہ خاندان سادات سے تعلق رکھتی ہے اور اس کے یہ بچے صدیقی ہیں۔ ہندہ کے عزیز' اقرباء' بہن بھائی یا ماں باپ ان بچوں کی پرورش وغیرہ کے لئے زکوٰۃ کا روپیہ ہندہ کو دے سکتے ہیں یا نہیں کہ وہ صرف بچوں کے صرف میں لائے کیونکہ ہندہ کے لئے تو زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے۔ شرعی اعتبار سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔

جواب :۔ یہ بچے سید نہیں بلکہ صدیقی ہیں۔ اس لئے ان بچوں کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے اور ہندہ اپنے ان بچوں کے لئے زکوٰۃ وصول کر سکتی ہے' اپنے لئے نہیں۔

زکوٰۃ کا صحیح مصرف

سوال:- کیا زکوٰۃ اور عشری رقوم کو ملکی دفاع پر یا انڈسٹری لگانے پر خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ آج تک ہم لوگ یہی سنتے آئے ہیں کہ زکوٰۃ و عشری رقوم کو ان چیزوں پر نہیں خرچ کیا جاسکتا لیکن میاں صاحب کے ایک اخباری بیان نے ہمیں حیران ہی نہیں بلکہ پریشان بھی کردیا۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ "شرعی نقطہ نگاہ سے حکومت زکوٰۃ و عشری رقومات کو ملکی دفاع پر خرچ کرنے کا حق رکھتی ہے' زکوٰۃ و عشر کے مصارف کے متعلق نمائندہ جنگ کے سوال پر انہوں نے کہا کہ مذہبی نقطہ نگاہ سے ملکی دفاع کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اگر وسائل موجود نہ ہوں یا کم ہوں تو پھر اس مقصد کے لئے زکوٰۃ و عشر کو استعمال کیا جاسکتا ہے' اسی طرح تبلیغ دین اور اشاعت دین کے لئے زکوٰۃ و عشر کو بھرپور طریقہ سے استعمال کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس سلسلہ میں "فی سبیل اللہ" کی مد موجود ہے۔ انہوں نے کہا کہ زکوٰۃ کی رقوم سے ملک میں انڈسٹری بھی لگائی جاسکتی ہے جس میں غریبوں' یتیموں اور مستحق افراد کو ملازمتیں ملنی چاہئیں لیکن اس انڈسٹری کے قیام کے ساتھ ایک شرط یہ بھی ضروری ہے اور وہ یہ کہ کھاتے پیتے افراد کو اس میں ملازمت نہ دی جائے۔" بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی ۱۰ر دسمبر ۱۹۸۴ء۔ کیا میاں صاحب کا یہ نقطہ نظر قرآن و سنت اور فقہ حنفی کے مطابق ہے؟ دلائل سے اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب:- زکوٰۃ فقراء و مساکین کے لئے ہے۔ قرآن کریم نے "فی سبیل اللہ" کی جو مد ذکر کی ہے اس میں فقر بطور شرط ملحوظ ہے یعنی جو مجاہد نادار ہو اس کو اس کی ضروریات زکوٰۃ کی مد میں سے دی جاسکتی ہیں جن کا وہ مالک ہوجائے۔ مطلقاً" ملکی دفاع' تعلیم صحت اور رفاہ عامہ کی مدات پر زکوٰۃ کا پیسہ خرچ کرنا صحیح نہیں' جو لوگ اس قسم کے فتوے صادر کرتے ہیں ان کے مطابق زکوٰۃ اور ٹیکس میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔

زکوٰۃ لینے والے کے ظاہر کا اعتبار ہوگا

سوال:- اعزہ' احباب و اقارب جو بظاہر مستحق زکوٰۃ نظر آتے ہیں' یہ کس طرح تصدیق کی جائے کہ یہ صاحب نصاب ہیں؟

جواب:- ظاہر کا اعتبار ہے پس اگر ظاہر حال کے مطابق دل مانتا ہے کہ یہ مستحق ہوگا اس کو دے دی جائے۔

معمولی آمدنی والے رشتہ دار کو زکوٰۃ دینا جائز ہے

سوال:- میری ایک قریبی عزیزہ ہیں۔ ان کے شوہر ایک معمولی حیثیت سے کام کررہے ہیں۔ آمدنی اتنی نہیں کہ گھر کے اخراجات بہ احسن چل سکیں۔ رہائشی مکان بھی کرایہ کا ہے۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ ان حالات میں زکوٰۃ و صدقات کی رقم انہیں دے سکتا ہوں؟

جواب:- اگر وہ زکوٰۃ کے مستحق ہیں تو زکوٰۃ کی مد سے ان کی مدد ضرور کرنی چاہئے۔

بھائی کو زکوٰۃ دینا

سوال:- علمائے دین بیچ اس مسئلے کے کیا فرماتے ہیں کہ اگر اپنا حقیقی بھائی معذور اور بیمار ہو اور ذریعہ آمدنی بھی نہ ہو تو کیا اس کو دوسرا بھائی زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

جواب:- بہن بھائی اور چچا ماموں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

بھائی اور والد کو زکوٰۃ دینا

سوال:- اگر کوئی شخص حساب کتاب میں اپنے والد اور بھائیوں سے الگ ہو اور صاحب حیثیت بھی ہو اب اگر یہ بیٹا والد صاحب کو زکوٰۃ اس طرح دینا چاہے کہ پہلے اپنے غریب مستحق بھائی کو دے دے اور بھائی سے کہہ دے کہ یہ رقم آپ اور والد دونوں استعمال میں لائیں یا بھائی سے کہہ دی کہ یہ رقم قبول کرکے والد کو دینا جبکہ والد مستحق بھی ہو۔ کیا یہ صحیح ہے یا ایسی کوئی صورت ہے کہ یہ رقم والد کو دے دی جائے اور زکوٰۃ ادا ہوجائے۔

سوال:- بھائی کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے۔ مگر اس سے یہ فرمائش کرنا کہ وہ فلاں شخص (مثلاً والد صاحب) پر خرچ کرے' غلط ہے۔ جب اس نے بھائی کو زکوٰۃ دے دی تو وہ اس کی ملکیت ہوگئی اب وہ اس کا جو چاہے کرے اور اگر بھائی کو زکوٰۃ دینا مقصود نہیں بلکہ والد کو دینا مقصود ہے اور بھائی محض وکیل ہے تو بھائی کو دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

نادار بہن بھائیوں کو زکوٰۃ دینا

سوال:- میرے والد صاحب عرصہ ڈیڑھ سال سے فوت ہوچکے ہیں اور میں گھر میں بڑا ہوں اور شادی شدہ ہوں۔ فی الحال سارے گھر کی کفالت بھی خود کررہا ہوں۔ گھر کے افراد کچھ یوں ہیں' ایک والدہ ماجدہ صاحبہ ایک ہمشیرہ صاحبہ اور تین عدد چھوٹے بھائی ہیں جن میں ایک برسر روزگار ہے اور دوسرا ابھی پڑھ رہا ہے۔ میرے ذمہ زکوٰۃ بھی واجب ہے۔ کیا میں وہ زکوٰۃ اپنے بھائیوں کو دے سکتا ہوں اور ہمشیرہ صاحبہ کو کیونکہ ان کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ رہا مسئلہ والدہ صاحبہ والا تو وہ میرا فرض ہے اور سب ذمہ داری میں قبول کروں گا۔

جواب:- زکوٰۃ بہن بھائیوں کو دینا جائز ہے۔

چچا کو زکوٰۃ

سوال:- ہمارے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے اور ہم سات بھائی بہنیں ہیں۔ والدہ ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے زکوٰۃ ہم پر فرض ہے اور ہم زکوٰۃ نکالنا چاہتے ہیں۔ کیا زکوٰۃ کی کچھ رقم اپنے چچا کو دے دیں۔ چچا کے مالی حالات صحیح نہیں ہیں۔ ہم زکوٰۃ چچا کو دے سکتے ہیں یا نہیں۔ اور ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ زکوٰۃ کا چچا کو علم بھی نہ ہو؟

جواب:- چچا کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور جس کو زکوٰۃ دی جائے اس کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے صرف زکوٰۃ کی نیت کرلینا کافی ہے۔

بیوی کا شوہر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

سوال:- ا۔ عام طور پر بیوی کی کل کفالت شوہر کے ذمہ ہے اگر بدنصیبی سے شوہر غریب ہوجائے اور بیوی مالدار ہو تو شرعاً" شوہر کے بیوی پر کیا حقوق عائد ہوتے ہیں؟

۲۔ مذکورہ شوہر کو بیوی سے زکوٰۃ لے کر کھانا کیا درست ہوگا؟

جواب:- ا۔ عورت پر شوہر کے لئے جو حقوق ہیں وہ شوہر کی غربت اور مالداری دونوں میں یکساں ہیں۔ شوہر کے غریب ہونے پر بیوی پر شرعاً" یہ حق ہے کہ شوہر کی غربت کے پیش نظر صرف اس قدر نان و نفقہ کا مطالبہ کرے جس کا شوہر متحمل ہوسکے۔ البتہ اخلاقاً" بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے مال سے شوہر کی امداد کرے یا اپنے مال سے شوہر کو کوئی کاروبار وغیرہ کرنے کی اجازت دے۔

۲۔ چونکہ شوہر اور بیوی کے منافع عادتاً" مشترک ہیں اور وہ دونوں ایک دوسرے کی چیزوں سے عموماً" استفادہ کرتے رہتے ہیں اس لئے شوہر اور بیوی کا آپس میں ایک دوسرے کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

اظہار معذرت

ہفت روزہ ختم نبوت شمارہ ۳۳ جلد ۱۳ مورخہ ۱۳ر جنوری ۱۹۹۵ء میں ایک مضمون "پردہ۔ وزیر اعظم کا غیر شرعی تبصرہ" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس کا آخری جملہ سہواً" طباعت میں آگیا۔ بعض حضرات کو اس سے رنج ہوا۔ ادارہ ان حضرات سے معذرت خواہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ادارہ ختم نبوت کی ہمیشہ سے یہ پالیسی رہی ہے کہ "تحفظ ختم نبوت" کو ہر پہلو سے مضبوط کیا جائے۔ اس لئے مسلمانوں کے مسلکی اختلاف سے ہر ممکن پہلو بچا کر مثبت طریقے سے دینی موضوعات پر مضامین شائع کئے جاتے ہیں۔ اس ضمن میں بعض جرائد میں مطبوعہ مضامین بھی افادیت کے پیش نظر شامل اشاعت کرلئے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا عنوان سے ہم نے "اہلحدیث" لاہور میں "آنکھ کا پردہ" کے زیر عنوان مطبوعہ مضمون شامل اشاعت کرلیا۔ افسوس ہے کہ آخری جملہ نظر سے چوک گیا اور بعض احباب کی دل آزاری کا سبب بنا۔ اور یہ سب غیر ارادی طور پر وقوع پذیر ہوگیا۔ کارکنان ادارہ اپنی اس کوتاہی پر معزز قارئین سے صدق دل سے معذرت خواہ ہیں۔

حسین احمد نجیب

عید الفطر
پیامِ مُسرّت اور دعوتِ غور و فکر

حافظ مشتاق احمد عباسی

عید الفطر روزہ داروں کی خوشی کے لئے اللہ کا انعام ہے۔ اس لئے کہ روزہ داروں نے اللہ کے اہم فریضے روزے کے حکم کو پورا کیا۔ روزے رکھ کر خود کو نفس کی خواہشات کھانے پینے وغیرہ سے محفوظ رکھا۔ قرآن پاک سورۃ الاعلیٰ کی ایک آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ بے شک فلاح حاصل کرلی اس شخص نے جس نے خود کو پاک کیا۔ اللہ کا ذکر کیا اور نماز ادا کی۔ تو روزے دار نے روزہ رکھ کر خود کو پاک کیا اور تراویح وغیرہ پڑھ کر اللہ کو یاد کیا۔ اس کے بدلے میں کامیابی حاصل کی۔

عید الفطر کا معنی و مفہوم

عید کا معنی لوٹنے اور واپس آنے کا ہے۔ چونکہ عید کے ذریعے اللہ کے انعامات بندوں پر بار بار لوٹتے اور واپس آتے ہیں اس لئے اس کو عید کہتے ہیں۔ فطر کے معنی کھولنے کے ہیں۔ روزے داروں کی ماہ رمضان میں کھانے پینے پر بندش تھی اب وہ بندش کھل گئی۔ اس لئے اس کو عید الفطر کہتے ہیں۔ دنیا میں ہر قوم کی خوشی کا کوئی نہ کوئی تہوار ہوتا ہے۔ عیسائیوں کی عید وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا پر آسمان سے خوان نعمت نازل کیا۔ اسی طرح یہودیوں کے لئے عید کا دن وہ بنا جب بنی اسرائیل نے فرعون کے مظالم سے دریا عبور کرکے نجات حاصل کی۔ آتش پرستوں و مجوسیوں کی عید نوروز و مہرجان ہوتی ہے۔

ان سب سے بڑھ کر مسلمانوں کے لئے عید قربان و عید الفطر دونوں ہیں۔ اس لئے کہ دوسری قوموں کی مانند مسلمان ان ایام میں لہو و لعب عیش و مستی نہیں بلکہ اللہ کے حکم نماز کے ذریعے اور قربانی کے ذریعے بجالاتے ہیں۔ دونوں عیدین میں نماز شکرانہ ادا کی جاتی ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عید کو عید اس لئے کہتے ہیں کہ مسلمان ماہ رمضان المبارک میں اللہ کے حکم سے روزے رکھتے ہیں اور عید الفطر کے بعد ماہ شوال المکرم کے روزے سنت نبوی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

آداب عید الفطر

جلیس الناصحین میں حضرت سعید بن جبیرؓ روایت کرتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عید کے دن اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز نہ کرو اور معاصی و گناہوں سے احتراز کرو۔

معارف الحدیث میں ہے کہ مسلمانوں کے لئے یہی ایام عید ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی تہوار نہیں جن کی شرعی کوئی حیثیت ہو۔ نیز معارف الحدیث میں ہے کہ جب سرکار دوجہاں ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں کے لوگ دو تہوار منایا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو عرض کیا کہ یہ تہوار ہم زمانہ جاہلیت ہی سے منایا کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا بس اب اللہ نے اس کے بدلے تمہیں دو اور تہوار عطا فرمائے ہیں وہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں۔ نیز ارشاد نبوی ﷺ ہے اے مسلمانو! عید الاضحیٰ کے دن قربانی کرکے اپنی آخرت کی سواریاں تیار کرو اور عید الفطر کے موقع پر صدقۃ الفطر ادا کرکے اپنے آخرت کے توشے تیار کرو۔

صدقۃ الفطر

آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ اللہ تعالیٰ صدقۃ الفطر ادا کرنے سے غنی کو پاک اور غریب کو مزید عطا کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ نے صدقہ فطر کو ضروری قرار دیا۔ روزے کو بے فائدہ اور فحش باتوں سے پاک کرنے کے لئے اور مساکین کو کھلانے کے واسطے۔ صدقۃ الفطر کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں ہمدردی و غم خواری کا جذبہ بیدار ہو۔ وہ غریبوں، مسکینوں، محتاجوں، اپاہجوں کی خدمت کریں۔ یتیموں، بے سہاروں اور بیواؤں کی خدمت کریں۔ صدقہ فطر سے دل پاک اور مال بھی پاک ہوتا ہے۔ اور غریبوں کو بھی خوشی حاصل ہوتی ہے اور ان کی دعائیں ملتی ہیں۔

اصل عید

مجالس الابرار میں ہے کہ عید اس شخص کی نہیں جو صرف جدید لباس پہن لے، خوشبو لگالے، عمدہ کھانے کھا لے، گھر کو سجالے، زیب و زینت حاصل کرلے، سیر و تفریح کرلے، عمدہ عمدہ قسم قسم کے چٹخارے حاصل کرلے، عیدی لے لے بلکہ اصل عید اس شخص کی ہے جس نے تقویٰ و پرہیزگاری حاصل کرلی۔ اپنے اعمال سنوار لئے، اپنے نفس کو گناہوں سے پاک کرلیا۔ نماز پڑھی، روزے رکھے، قرآن کی تلاوت کی، آخرت کے کام کئے، مخلوق خدا کی خدمت کی، حقوق اللہ و حقوق العباد بجالائے۔

کسی اللہ والے کا گزر ایک قوم پر ہوا جو عید کے دن لہو و لعب، عیش و عشرت میں مدہوش و مشغول تھے۔ اس اللہ والے نے دیکھ کر فرمایا یہ لوگ کس خوشی میں جھوم رہے ہیں؟ خوش ہو رہے ہیں؟ عیش و عشرت، فضول تفریحوں میں پیسے اڑا رہے ہیں؟ کیا ان کو معلوم ہو گیا ہے کہ وہ عذاب آخرت سے نجات پاچکے، وہ اللہ کو راضی کرچکے اور شریعت اسلامیہ پر عمل کرچکے؟ اگر نہیں تو پھر خوشی کاہے کی! ابھی تو آخرت کی تیاری کرنی ہے۔ یہ غفلت، یہ بے فکری مسلمان کو زیبا نہیں۔

فلسفہ عید

عید کا اصل مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کے حکم نماز کو ادا کرنا ہے۔ نیز عید کے ذریعے مسلمانوں کی شان و شوکت، اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ جب سارے علاقوں کے مسلمان ایک عیدگاہ میں جمع ہو کر نماز ادا کرتے ہیں، کندھے سے کندھا ملتا ہے، قدم سے قدم ملتا ہے، ایک ہی صف میں آقا و غلام، امیر و غریب، سرمایہ کار و مزدور اللہ کے حضور کھڑے ہوتے ہیں تو اس سے مسلمانوں کی اجتماعیت، اتحاد کا اظہار ہوتا ہے اور اللہ خوش ہوتا ہے۔

عید کے دن کی فضیلت

فرمایا جناب رسول ﷺ نے جب عید کا دن ہوتا ہے اور مسلمان کشاں کشاں عیدگاہ کی طرف جارہے ہوتے ہیں، زبان پر اللہ کی بڑائی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فخریہ مخاطب ہو کر فرماتے ہیں، دیکھو میرے بندوں نے پہلے ماہ رمضان میں میرے حکم سے روزے کو پورا کیا، میرے کہنے سے کھانا پینا، خواہشات نفسانی کو چھوڑا اور اب میرے حکم سے نماز پڑھنے جارہے ہیں۔ تم گواہ رہو میں نے ان کے گناہ بخش دیئے، ان کو اپنے انعامات کا حقدار قرار دیا، ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا، ان کی مدد کروں گا، ان کی حاجتوں کو برلاؤں گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد ایک منادی فرشتہ ندا دیتا ہے اے مسلمانو! تم اب اپنے گھروں کو جاؤ اس حال میں کہ تمہاری خطائیں معاف، تمہارے درجے بلند، تم رحمت پروردگار کے مستحق اور کامیاب ہو کر گھروں کو واپس جاؤ۔
(جمع الفوائد)

مقام غور و فکر

عید کا پیام یہ ہے کہ ہم اپنے گریبانوں میں جھانکیں، اپنی سابقہ زندگیوں کو ٹٹولیں اور جائزہ لیں کہ کیا ہم نے گناہ چھوڑے، عصبیت کو چھوڑا، بغض و حسد و کینہ چھوڑا، کیا ہم نے اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی، کیا ہم نے آقائے نامدار حضور نبی کریم ﷺ کی معاشرت کو اپنایا، کیا ہم نے قرآن پاک اپنا دستور زندگی بنایا، کیا ہم کردار کے مسلمان بنے، کیا ہمارے اندر وفاشعاری پیدا ہوئی، کیا ہم نے اپنے

باقی ص ۲۵ پر

گوشۂ کتب

تبصرہ کیلئے کتاب کی دو جلدوں کا آنا ضروری ہے

آسان عملیات و تعویذات (جلد سوم)

مرتب۔ عامل کامل اعجاز احمد خان سنگھانوی
صفحات۔ ۳۲۸
قیمت۔ ۸۰ ناشر۔ کتب خانہ انور شاہ۔ ۱۸۲ عربی حضرت عثمان غنی روڈ۔ کورنگی پونے چھ کراچی نمبر ۳۱

انسان کو زندگی میں مشکل بھی پیش آجاتی ہے اور مصیبت سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ بیماری بھی کبھی گھیر لیتی ہے۔ ایسی حالت میں انسان مختلف اسباب اختیار کرنے کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ بسا اوقات یہ مشکل' مصیبت یا بیماری تسلسل اختیار کر کے طویل ہوجاتی ہے اور انسان کو مایوسی کا شکار بنا رہتی ہے۔ اصل علاج تو یہ ہے کہ ایسے وقت میں انسان رجوع الی اللہ کا راستہ اپنائے۔ اس لئے کہ ہر مشکل' مصیبت اور بیماری اللہ ہی کے حکم سے آتی ہے اور اللہ ہی کے حکم سے دور ہوتی ہے۔ اسباب کی حیثیت زیادہ سے زیادہ حیلے وسیلے کی ہوتی ہے۔ پھر اسباب دو طرح کے ہیں مادی اور روحانی۔ مشکل اور مصیبت میں مال دولت' تعلقات اور دوسرے انسانوں کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ بیماری میں معالج اور دوا وغیرہ کی حاجت ہوتی ہے۔ لیکن ہر تکلیف سے خلاصی اور نجات اسی وقت ہوسکتی ہے جب اللہ کا حکم ان سب کے ساتھ شامل ہوجاتا ہے۔

روحانی اسباب میں سب سے بہترین ذریعہ "دعا" ہے۔ انسان اللہ کے حضور گڑگڑا کر اپنی مشکل دور ہونے' مصیبت سے نجات اور بیماری سے صحت و شفا کی دعا کرے۔ احادیث میں مختلف صورتوں کے لئے دعائیں منقول ہیں۔اور بزرگوں نے علیحدہ کتابوں کی صورت میں ان دعاؤں کو جمع بھی کردیا ہے۔ تاہم انسان ہر ناگوار حالت سے خلاصی میں جلد بازی سے کام لینے کا متمنی ہوتا ہے۔ انسان کی اسی جبلت کا لحاظ کرکے بزرگان دین نے ہر حاجت مند کے لئے حسب ضرورت قرآن و حدیث کی آیات و اوراد اپنے تجربہ کی بنیاد پر اختیار کئے اور اس تجربہ کو دوسروں کے لئے نقل کا طریقہ جاری کردیا۔ اور اس طرح روحانی علاج "عملیات" کے عنوان سے اک مستقل طریقہ علاج قرار پایا۔ اس کے لئے کچھ شرائط و قیود مقرر کردیں جو ان کی پابندی کرکے علاج معالجہ کا طریقہ اپنائے اس کے اس عمل میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے "تاثیر خلاصی" پیدا فرمادی جاتی ہے۔

ہمارے محترم دوست اعجاز احمد سنگھانوی صاحب "روحانی علاج" میں کافی دسترس رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اس طریقہ علاج میں شفا برکت عطا فرمائی ہے۔ بیشمار ضرورت مند فیض یاب ہوتے ہیں۔ انہوں نے اس پہلو سے اپنے مجوب عملیات کے ساتھ دیگر بزرگوں کے مجربات کو یکجا کرکے افادہ عام کے لئے شائع کرنے کا اہتمام کیا۔ چنانچہ زیر تبصرہ کتاب اس سلسلے کی تیسری جلد ہے۔ بیشک قرآن مومنوں کے لئے شفا ہے۔ جناب مولف نے اس کتاب میں جمع کردہ تمام اوراد و وظائف کی درج ذیل الفاظ میں ہر شخص کو اجازت مرحمت فرمادی ہے۔

میں جملہ مرد و عورت کو ان عملیات کی اجازت دیتا ہوں البتہ ان شرائط کی پابندی کی جائے۔

(۱) نماز باجماعت۔ عورتیں اپنے گھر پابندی کے ساتھ اول وقت نماز ادا کریں۔
(۲) حلال روزی کمانے اور کھانے کا اہتمام کریں۔
(۳) سچ بولیں اور جھوٹ اور بیہودہ باتوں سے بچیں۔
(۴) تقویٰ اختیار کریں اور کسی اللہ والے کی صحبت اختیار کریں۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو کبھی کبھی اللہ والوں کی خدمت میں حاضری دیا کریں۔ عورت اپنے شوہر کے ساتھ جائے اور پردے کی پابندی کرے۔

سفید کاغذ پر آفسٹ کی عمدہ طباعت ہے۔ تاہم کتابت کا معیار درمیانہ ہے۔ بعض جگہ طباعت کی تسامحات رہ گئی ہیں مثلاً "ص ۱۱۷ پر وسوسہ اس کے علاج میں "سورۃ روم (پ ۲۱) کی اس آیت کو.......الخ"۔ آیت طباعت میں رہ گئی بہتر ہے کہ مطبوعہ نسخے پر نظر ثانی ہوجائے تاکہ ایسے تسامحات دور ہوجائیں۔
عملیات سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے بہترین تحفہ ہے۔

الارشادات الحمادیہ لحل معضلات القرآنیہ

تالیف۔ حضرت مولانا محمد حماد اللہ ہالیجویؒ
صفحات۔ ۱۰۶
طباعت۔ طبع اول ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ
قیمت۔ درج نہیں
ناشر۔ مکتبہ حمادیہ۔ ہالیجی شریف پنو عاقل سکھر

قرآن کریم کلام اللہ ہے اور حضور اقدس ﷺ کی ختم نبوت پر زندہ تابندہ معجزہ و بین دلیل ہے۔ قرآن کے معانی و تشریحات کے صحابہ کرام بھی محتاج تھے۔ یہی وجہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قرآن کریم کا شارح بھی مقرر فرمایا۔ حدیث میں آیا ہے کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں ہم نے سورۃ بقرہ' حضور ﷺ سے آٹھ سال میں پڑھی۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ لغت عرب پر عبور کلی حاصل ہونے کے باوجود آٹھ سال میں ایک سورۃ سیکھنے پر صرف کئے گئے تو صرف الفاظ قرآن ہی تو پڑھے تھے معانی و تشریحات اور اسرار و حکمت کے خزانے حاصل کئے تھے اور قرآن کے معنی مرادی سمجھنے کی ہر قدم پر ضرورت پیش آتی تھی مثال کے طور پر آیت نازل ہوئی الذین آمنو اولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون۔ صحابہ کرام بہت گھبرائے کہ ہر شخص سے کچھ ظلم کا صدور ہوجاتا ہے۔ مگر حضور ﷺ نے تشریح فرمائی کہ اس ظلم سے مراد شرک ہے جو سورۃ لقمان میں مذکور ہے۔ اسی طرح آیت تیمم نازل ہوئی جس کا طریقہ وضو کی صورت میں تو صحابہ کو معلوم ہوگیا تھا چنانچہ غسل کی صورت میں بعض صحابہ زمین پر پورے جسم کو لوٹانے لگے۔ استفسار پر آپ ﷺ نے فرمایا وضو اور غسل کے لئے تیمم ایک ہی طرح کا ہے بس نیت کا فرق ہوجائے گا ایسے ہی کنز کی مذمت اور وعید کی آیات نازل ہوئیں تو صحابہ بہت پریشان ہوئے۔ حضور ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ جس مال کی زکوۃ ادا ہوئی وہ کنز شمار نہیں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کے بعد امت نے ہر دور میں قرآن کریم کی تفسیر و تفہیم اور اس کے معانی و تشریحات کے ذریعہ اپنی زندگی کو قرآن کریم کی خدمت و حفاظت میں لگائے رکھا اور اللہ کے وعدہ حفاظت قرآن کی حقانیت کی عملی تشریح پیش کرنے کی سعی میں لگے رہے۔ مختلف انداز سے قرآن کی تفسیریں لکھیں گئیں ان میں ایک طریقہ تشریح لغات القرآن کا بھی ہے جس کو "معضلات" کا نام دیا گیا ہے۔ اس عنوان پر مختصر و ضخیم کتب تحریر ہوئیں' اور ہوتی رہیں گی۔ عارف باللہ حضرت مولانا محمد حماد اللہ ہالیجوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں الفاظ قرآن کی تشریح' اور علمی نکات و لطائف کو اشارات کی صورت میں اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس تالیف میں سورۃ نساء کے بعد اکثر سورتوں کے منتخب مشکل الفاظ کی مختصر شرح ہے جو اہل علم کے لیے قرآن فہمی میں ممد معاون ہوسکتی ہے۔ اس سے پہلے یہ کتاب حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے مفصل مقدمہ کے ساتھ "الیاقوت والمرجان فی شرح لغات القرآن" کے نام سے ۱۳۹۳ھ میں طبع ہوئی تھی۔ اب اس کی دوبارہ طباعت اہل علم کے لئے بہترین تحفہ ہے البتہ نام کی تبدیلی کے بجائے سابقہ نام اور مقدمہ کے ساتھ شائع کی جاتی تو زیادہ بہتر ہوتا۔ (ح۔ ان)

ناموس رسول ﷺ اور قانون توہین رسالت

تالیف۔ محمد اسمٰعیل قریشی (سینئر ایڈوکیٹ سپریم کورٹ)
صفحات۔ ۴۷۸
قیمت۔ درج نہیں
ناشر۔ الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور

محسن انسانیت آنحضرت ﷺ کے ناموس و حرمت کی حفاظت کی خاطر اپنی جان و مال اور عزت و آبرو تک کی پرواہ نہ کرنا ہی مسلمان کا حاصل زندگی ہے۔ صد حیف! آزادی کے بعد پاکستان میں انگریزی دور کی یادگار عدالتوں اور شخصیات کی توہین کرنے والوں کی سزا کے لئے تو قانون نافذ کردیا گیا لیکن سرکار دو عالم محسن انسانیت تاجدار ختم نبوت ﷺ کے ناموس و حرمت پر حرف گیری کرنے والے بد باطن خباث صفت شیطانوں کو لگام دینے کے لئے ارباب بست و کشاد کو "قانون" نافذ کرنے کا دھیان بھی نہ آسکا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ "ختم نبوت" کے منکر لٹیروں کو تو مناصب حکومت تک پر فائز کیا لیکن ناموس ختم نبوت کے محافظوں کو آگ اور خون کے دریا میں دھکیل دیا گیا۔

فاضل مولف کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ انہوں نے پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں سے رجوع کرکے طویل محنت کے بعد قانون توہین رسالت تسلیم کرواکے ملک میں نافذ کروادیا اس دوران آپ کو قرآن و سنت کے علاوہ تاریخ اسلام کا وسیع مطالعہ میسر آیا۔ لہٰذا موضوع سے متعلق تمام مواد کو یکجا کرکے زیر نظر کتاب "ناموس رسول ﷺ اور قانون توہین رسالت" کی شکل میں ایک تاریخی تحقیقی دستاویزات امت کی رہنمائی کے لئے پیش کردی کتاب سات ابواب میں منقسم ہے، باب اول میں قرآن و حدیث اور کتب سماوی سے آنحضرت ﷺ کی عظمت شان بیان کی گئی ہے۔ باب دوم میں گزشتہ روز اسلامیہ کے ناموس رسالت سے متعلق قوانین و فیصلوں کو یکجا کیا ہے۔ تیسرے اور چوتھے باب میں توہین رسالت کے جرم و سزا سے متعلق فقہائے امت کے فتوے اور اسلامی عدالتوں کے فیصلوں کو جمع کیا ہے اور باب ششم میں فیڈرل شریعت کورٹ کے مقدمہ و فیصلہ کی مکمل روداد شامل ہے۔ باب ہفتم ان عشاق رسول ﷺ کے تذکرہ پر مشتمل ہے جو ناموس رسالت کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کرکے ہوئے گستاخوں کا منہ بند کرکے سرفروشی کے فسانے میں ایک ایک ٹکڑا بڑھاتے رہے۔ اور آئندہ کے لئے روشنی کے مینار تعمیر کرگئے۔

زیر نظر کتاب کے انگریزی، عربی اور فارسی میں بھی تراجم ہوجائیں تو بہت بہتر ہوگا علماء طلباء اور قانون دان حضرات کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت فائدہ مند ہوگا۔ اور ہر لائبریری و دارالمطالعہ میں اس کا وجود ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اس کے مولف کو روز حشر اپنے حبیب ﷺ کی شفاعت تامہ نصیب فرمائے اور مسلمانوں کے لئے نافع بنائے۔

بقیہ۔ مرزا قادیانی کی علمیت

۹۰۔ تحفتہ الملوک۔ (البشریٰ ص ۱۲۵)
۹۱۔ ان کی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں۔ چھبیس دن (البشریٰ ص ۱۲۵ ج ۲)
۹۲۔ قدرت کے دروازے کھلے ہیں۔ (البشریٰ ص ۱۲۶ ج ۲)
۹۳۔ دلی میں واصل جہنم واصل خان فوت ہوگیا۔ (البشریٰ ص ۱۱۹ ج ۲)
۹۴۔ خیر لکم خیر لکم۔ (البشریٰ ص ۱۳۱ ج ۲)
۹۵۔ ہیضہ کی آمدن ہونے والی ہے۔ (البشریٰ ص ۱۳۲ ج ۲) (یعنی مرزا کو۔ ناقل)
۹۶۔ عبرت بخش سزائیں دی گئیں۔ (البشریٰ ص ۱۳۲)
۹۷۔ آمد آں روزے کہ مخلص شود۔ (البشریٰ ص ۱۳۳ ج ۲)
۹۸۔ ساقیا آمدن عید مبارک بادت۔ (البشریٰ ص ۱۳۶ ج ۲)
۹۹۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید۔ (البشریٰ ص ۱۳۷)
۱۰۰۔ انی معک و مع اھلک ھذہ۔ (البشریٰ ص ۱۳۹ ج ۲)

قارئین! یہ مرزا صاحب کے صرف یک سو الہامات نقل کئے گئے ہیں۔ آپ مندرجہ بالا معیار پر ان کو پرکھ کر اندازہ لگائیں، کیا واقعی یہ الہامات الٰہیہ ہیں یا نہیں؟ ناقص، ادھورے، کٹے پھٹے، ٹوٹے پھوٹے، عربیت اور ادب کے خلاف، ان میں ایک بھی مندرجہ بالا معیار پر پورا نہیں اترتا۔ جب حالات ایسے ہیں تو لازمی نتیجہ یہی ہے کہ نہ یہ الہام خدائی ہیں اور نہ ہی مرزا قادیانی خدا کے ساتھ کچھ تعلق رکھتا ہے۔ یہ سب کا سب محض ایک دجل اور فراڈ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں آخری الہام کہ آنجناب نے اھل کے لئے ضمیر واحد مونث استعمال کی ہے جبکہ قرآن مجید میں اھل کے لئے جمع مذکر کی ضمیر استعمال کی گئی ہے۔ مثلاً قال الا حلہ امکثوا، رحمتہ اللہ و برکاتہ علیکم اھل البیت وغیرہ جیسے قوم کے لفظ کے لئے ضمیر جمع مذکر کی ہوگی۔ اسی طرح اھل کے لئے بھی۔ الغرض قادیانیت ایک شیطانی اور دجالی فتنہ ہے۔ ہر شخص کو اس سے بچنا چاہئے۔ اللہ ہر ایک مسلمان کو اس کے شر سے محفوظ فرمائے (آمین)۔

بقیہ۔ عید الفطر۔ پیام مسرت

نفوس کو گناہوں کی گندگی سے پاک کیا؟ کیا ہم نے دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کی، ان کی حمایت کے لئے قربانیاں دیں، کیا ہم نے حلال رزق کمایا، کیا ہم نے اپنا نظام عدل، نظام تعلیم، خارجہ پالیسی، داخلہ پالیسی اسلامی بنائی یا یہود و نصاریٰ و ہنود کے ذہنی غلام بنے؟

یہ سب غور و فکر کی بات ہے۔ آئیے عہد کریں کہ ہم سچے پکے مسلمان بنیں گے، ہم گناہوں کو چھوڑ دیں گے، ہم اپنا عہد الست پورا کریں گے، ہم توحید کے پرستار اور کفر سے بیزار بنیں گے۔ آئیے عہد کریں کہ ہم سب نیک و ایک بنیں گے، ہم اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کریں گے، ہم اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی میں اسلامی اخلاق اپنائیں گے، خود بھی برائیوں سے بچیں گے اور پوری اسلامی برادری کو بھی برائیوں سے بچنے کی دعوت دیں گے۔ ہم مظلوموں کی حمایت اور ظالموں کی مخالفت کریں گے۔ اگر ہم نے یہ کر دکھایا تو پھر ہم صحیح معنوں میں مسلمان کہلانے کے حق دار ہوں گے۔ ہم اللہ کی رحمتوں اور انعامات کے حق دار ہوں

جسمانی اعصابی کمزوری کا مکمل علاج
عرصہ ۴۰ سال سے آزمودہ!
قیمتی اجزاء کشتہ، سونا، کستوری، عنبر، زعفران و دیگر ادویات کا مرکب
۳۰ یوم کا کورس قیمت و خرچہ پارسل من جملہ
۱۴۰ روپے۔ یک صد چالیس روپے
ہر قسم کے طبی مشورے کے لئے تفصیلاً حالات بمعہ جوابی خط ارسال کریں،
اس کے بغیر جواب نہ دیا جائے گا
قیمت پیشگی بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں
پتہ: حکیم رشید احمد، انمول دواخانہ، موری گیٹ، قصور (پاکستان)

ہے۔

اللہ کریم سے التجا ہے کہ وہ ہم سب کو سچا مسلمان بننا نصیب فرمائے۔ اور ہماری قوم کو ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ فرمائے۔ ہم سب کو توبہ و انابت نصیب فرمائے(آمین)۔

آداب عید

عیدالفطر کے دن مسنون یہ ہے کہ صبح سویرے غسل کریں' بال ناخن وغیرہ تراشیں' اور صبح سویرے عید گاہ کی طرف راستے میں لبیک(تکبیر) کہتے ہوئے جائیں۔ نماز عید ادا کریں' خطبہ سنیں' دعا مانگیں اور راستہ بدل کر اگر ممکن ہو تو آئیں۔ صدقۃ الفطر ادا کریں۔ اپنے دل کو ہر قسم کی کدورتوں و نفرتوں سے پاک کریں۔ آپس میں ملاقات کریں اور دل کے کانٹے نکال پھینکیں۔ لہو و لعب سے احتراز کریں۔ فضول خرچیاں ہرگز نہ کریں۔ اپنی نگاہوں کو خصوصاً نامحرموں سے بچائیں۔ گناہوں سے بچیں' اپنی اولاد کو بھی بچائیں۔ اللہ ہم سب کو عمل نصیب فرمائے(آمین)۔

حافظ محمد عبدالشکور

قرآن کریم غیر مسلم مستشرقین کی نظر میں

قرآن کریم اللہ رب العزت کا آخری کلام اور مسلمانوں کی مقدس مذہبی کتاب ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کے دل میں اس کی تعظیم و تکریم ہونا ایک فطرتی بات ہے۔ مسلمان کے دل میں قرآن کریم کی جو وقعت و عقیدت موجود ہے' وہ اس کا مذہبی فرض ہے مگر ہم قرآن کریم کے متعلق چند ایک ان نامور محقق مستشرقین کے اقوال و خیالات درج کرتے ہیں جنہوں نے اپنے تعصب کے باوجود قرآن کریم کے فضائل و مناقب کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر نظر غائر ڈال کر اسے مختلف پہلوؤں سے دنیا کی ایک بہترین کتاب اور مکمل ضابطہ اخلاق بتایا ہے۔ ع

والفضل ما شھدت بہ الاعداء

قرآن تمام آسمانی کتابوں میں بہترین کتاب ہے

ڈاکٹر موریس جو فرانس کے نامور اہل قلم مستشرق اور ماہر علوم عربیہ ہیں اور جنہوں نے گورنمنٹ فرانس کے حکم سے قرآن کریم کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کیا تھا' اپنے ایک مضمون میں جو "لاپارول فرانس رومان" میں شائع ہوا تھا' ایک دوسرے فرانسیسی مترجم قرآن موسیو سالمان ریناش کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"قرآن کیا ہے؟ قرآن کی اگر کوئی ایسی منقبت ہو سکتی ہے جس میں کسی طرح کا نقص نہ نکل سکتا ہو تو وہ اس کی فصاحت و بلاغت ہے۔ وہ عظیم الشان فضیلت جس پر چالیس کروڑ انسان فخر کررہے ہیں' وہ یہی ہے کہ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے۔ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لئے جو کتابیں تیار کی ہیں' ان سب میں یہ بہترین کتاب ہے۔ اس کے نغمے انسان کی خیر و صلاح کے متعلق فلاسفہ یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں۔ اس میں آسمان و زمین کے بنانے والے کی حمد و ثنا بھری ہوئی ہے۔ خدا کی عظمت سے اس کا ایک ایک حرف لبریز ہے' جس نے یہ چیزیں پیدا کی ہیں اور ہر ایک چیز کی اس کی استعداد کے مطابق رہنمائی کی ہے۔

قرآن کریم علماء کے لئے ایک علمی کتاب' شائقین لغت کے لئے ذخیرۂ لغات' شعراء کے لئے عروض کا مجموعہ اور شرائع و قوانین کا ایک عام انسائیکلو پیڈیا ہے۔ تمام آسمانی کتابوں میں سے جو حضرت داؤد کے زمانے سے جان کلوس کے عہد تک ہوئیں کسی ایک نے اس کی ایک ادنیٰ سورۃ کا بھی مقابلہ نہیں کیا۔ یہی سبب ہے کہ مسلمانوں میں اعلیٰ طبقے کے لوگوں میں جس قدر علم بڑھتا جاتا ہے' حقائق پر عبور ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر کتاب(قرآن) کے ساتھ ان کا تعلق بڑھتا جاتا ہے۔ اسی کی تعظیم میں زیادتی ہوتی ہے۔ اس کے عجائبات کے ساتھ ان کی دلچسپی ترقی کر جاتی ہے۔ وہ آیات کا اقتباس کرتے ہیں۔ کلام کی آرائش ان آیتوں سے بڑھاتے ہیں۔ جس قدر ان کا پایہ علم رفیع و بلند ہوتا ہے اور خیالات میں شستگی و شگفتگی ہوتی ہے' اسی قدر اپنی رائے اور خیال کا دارومدار آیات قرآنی کو ٹھہرانے کی کوشش کرتے ہیں' ان لوگوں کے سینے قرآن کی محبت سے معمور ہیں۔ دل سے اسی کو مقدس مانتے ہیں۔ دوسری قوموں کو جو کتابیں یا شریعتیں ملی ہیں ان کی نسبت نہ انہیں کوئی خیال پیدا ہوتا ہے اور نہ رشک آتا ہے اس لئے کہ وہ دیکھ چکے ہیں کہ ان کی کتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں۔ اس کی فصاحت و بلاغت انہیں سارے جہاں کی فصاحت و بلاغت سے بے نیاز بنائے ہوئے ہے۔ یہ ایک واقعی بات ہے۔ اس کی واقعیت کی دلیل یہ ہے کہ بڑے بڑے انشاء پردازوں اور شاعروں کے سر اس کتاب کے آگے جھک جاتے ہیں۔ اس کے عجائبات جو روز بروز نئے نکلتے ہیں اور اس کے اسرار جو کبھی ختم نہیں ہوتے مسلمان ادباء و شعراء ان کو دیکھ کر سجدہ کرنے لگتے ہیں۔ قیامت تک کے لئے اس کو سرمایہ ناز جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ فصیح کلام اور دقیق معنی کا یہ ایک مواج دریا ہے۔"

[illegible]

"موسیو ریناش کو اگر اسلامی دنیا کے ساتھ کافی واقفیت کا موقع ملا تو انہیں عنقریب معلوم ہوجائے گا کہ مسلمانوں کا روشن خیال طبقہ مذہب کی بڑی عزت کرتا ہے۔ مذہبی آداب کا نہایت پابند ہے۔ اس کے احکام سے وہ بے تعلق نہیں ہونا چاہتا۔ نئی نسل کا ہر فرد اور درس گاہوں کے تمام لڑکے اس صحیفہ مقدس(قرآن) کی شان میں توہین کا ایک لفظ بھی سننا گوارا نہیں کرسکتے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ان کو گوارا کرنا بھی نہیں چاہئے(یہاں ہماری نسل کو ڈاکٹر موریس کے یہ الفاظ غور سے پڑھنے چاہئیں' اور دیکھنا چاہئے کہ دنیا کو ان کے ساتھ جو حسن ظن ہے کیا وہ اس کے اہل ہیں؟ کاش ایسا ہی ہوتا! کاش اب بھی وہ اپنے کو اس کا اہل ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ ناقل)

اس لئے کہ قرآن میں دو نمایاں حیثیتیں ہیں۔ اور ان دونوں حیثیتوں سے وہ تمام آسمانی کتابوں پر مرجح ہے۔ پہلی حیثیت یہ ہے کہ اس کے انتساب کی صحت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا اور یہ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ پیغمبر عرب(صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس کی نسبت صحیح نہیں ہے(حالانکہ تورات و انجیل وغیرہ میں اس شبہ کی بڑی گنجائش موجود ہے) دوسری حیثیت یہ ہے کہ قرآن کو مسلمان عربی زبان کی حفاظت کا مرجع سمجھتے ہیں اور اپنے مذہبی اصول کی تطبیق کا ماخذ جانتے ہیں۔ ریناش نے اگر اپنی غلطیوں کی صحت کردی تو خیالات کو روشن کرنے اور تاریکی کے مٹانے میں اس کتاب کے ذریعہ سے بڑی مدد مل سکتی ہے۔"

(پیام امن ص ۳۳)

ڈاکٹر موریس ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

"کوئی چیز عیسائیان روم کو اس ضلالت و غوایت کی خندق سے جس میں وہ گر پڑے تھے نہیں نکال سکتی تھی بجز اس آواز کے جو سرزمین عرب میں غار حرا سے بلند ہوئی۔ اعلاء کلمۃ اللہ' جس سے یونانی انکار کرتے جاتے تھے' اسی آواز نے دنیا میں کیا اور ایسے عملی پیرایہ میں کیا کہ جس سے بہتر ممکن نہ تھا۔ اور ایک سیدھا سادا اور پاک و صاف مذہب دنیا کو سکھایا کہ جس میں بقول فاضل محقق گاڈ فری ہکنس نہ پاک پانی ہے نہ تبرک۔ نہ مورت' نہ تقریر' نہ بینٹ اور نہ خدا کی ماں ہے اس پر داغ لگتا ہے اور نہ ایسے مسائل ہیں کہ ایمان بدون عمل کے موثر ہو اور نزع کے وقت کی توبہ کام آئے اور بجائت درجہ کے عقائد و مغفرت اور خفیہ اقرار بکار آمد ہو جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس دین کے پیروؤں کو

بگاڑ دیں اور پھر مقتداؤں کے حوالے کر دیں جو واقع میں ان مسائل سے بھی بدتر اور ناچیز بات ہے۔"

(تنقید الکلام مصنفہ سید امیر علی باب ۱۷)

قرآن کا مسحور کن اعجاز

ریوانڈ جی ایم راڈویل جنہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ بہ ترتیب نزول سورۃ کیا ہے اور بڑے متعصب پادری ہیں آخر اس قدر تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ۔

"قرآن کی تعلیم سے عرب کے سیدھے سادے خانہ بدوش بدو ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو۔ بت پرستی کے مٹانے' جنات اور مادیات کے شرک کے عوض اللہ کی عبادت قائم کرنے' اطفال کشی کی رسم کو نیست و نابود کرنے' بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازواج کی تعداد گھٹا کر اس کی ایک حد معین کرنے میں قرآن بے شک عربوں کے لئے برکت اور قدوم حق تھا۔ گو عیسائی مذاق کے مطابق وہ نہ ہو۔" (پیام امن ص ۳۷)

قرآن کے بغیر دنیا کا امن و امان قائم نہیں رہ سکتا

نامور فرنچ مستشرق موسیو کاسٹن کار نے فرانس کے مشہور اخبار "فگارو" میں ایک نہایت دلچسپ سلسلہ مضامین ۱۳۰۰ھ میں شائع کیا جس کا عنوان تھا "کیا اسلام زمانہ سے معدوم ہو گیا تو امن و امان قائم رہ سکے گا" جس کا ترجمہ اسی زمانہ میں بیروت کے مشہور اخبار "البلاغ" (مطبوعہ ۱۳ / صفر ۱۳۰۰ھ) نے شائع کیا۔ اسی کا اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"یہ ایک کھلی ہوئی صاف اور واضح بات ہے کہ اسلام حقیقت میں ایک طرح کا اجتماعی مذہب (سوشل ریلیجس) ہے جس کو دنیا کی ۲/۳ حصہ آبادی دین حق تسلیم کرتی ہے اور گویا دنیا کی ہستی اس مذہب کی بقاو ہستی پر منحصر ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ اس عاقلانہ مذہب کے قانون (قرآن کریم) میں وہ تمام فوائد و مصالح موجود ہیں' جس سے زمانہ حال کا تمدن بنا ہے اور جو گویا اسلام ہی کے امتزاج عناصر کا نتیجہ ہے۔

اس حیرت انگیز سائنٹفک مذہب (اسلام) نے دنیا کی عمرانی ترقی کے لئے ہر قسم کے بنیادی وسائل اور ذرائع یورپ کو بہم پہنچائے ہیں۔ گو ہم میں کوئی شخص بھی اس کی فضیلت کا اعتراف نہ کرے اور اس کے احسان کا رہین منت نہ ہو۔ مگر امر واقعی یہی ہے۔"

اپنے اس مضمون میں مستشرق موصوف سوال کرتا ہے کہ۔

"روئے زمین سے اگر اسلام مٹ گیا۔ مسلمان نیست و نابود ہو گئے۔ قرآن کی حکومت جاتی رہی تو کیا یہ سب ہو ہوا کر دنیا میں امن و امان قائم رہ سکے گا؟؟"

اور پھر جواب دیتا ہے کہ۔

"نہیں ہرگز نہیں۔"

قرآن زندہ و پر زور جوش ایمان پیدا کرتا ہے

فرانس کا نامور مستشرق ڈاکٹر گستاولی بان یوں رقمطراز ہے۔

"قرآن جو مسلمانوں کی مقدس کتاب ہے نہ فقط ان کا مذہبی دستور العمل ہے بلکہ ان کا ملکی و معاشرتی دستور العمل بھی یہی کتاب ہے..... تمام مذاہب عالم میں یہ فخر اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے (قرآن کے ذریعہ سے) پہلے پہل وحدانیت خالص و محض کی اشاعت دنیا میں کی۔ جس نے ان تمام قوموں کو جو مصریوں کے سلاطین قسطنطنیہ کے وقت سے عیسائی چلی آتی تھیں دعوت نبوی ہونے کے ساتھ ہی مسلمان ہو جانے پر آمادہ کر دیا۔ حالانکہ ایسی کوئی مثال کسی قوم کی خواہ وہ فاتح ہو یا مفتوح موجود نہیں ہے۔ جس نے بھی دین عیسوی قبول کیا ہو۔ کسی مذہبی کتاب کے فوائد عامہ کا اندازہ کرتے وقت یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ اس میں فلسفی خیالات کیسے ہیں (کیونکہ وہ عموماً بہت کمزور ہوا کرتے ہیں) بلکہ یہ دیکھنا چاہئے کہ جن اعتقادات دینی کی تعلیم اس کتاب میں کی گئی ہے انہوں نے دنیا میں کیا اثر پیدا کیا؟ جس وقت اسلام کو اس نظر سے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام قلوب میں اس قسم کا زندہ و پر زور جوش ایمان پیدا کر دیتا ہے کہ پھر اس میں مطلقاً شک و شبہ اور تذبذب کی گنجائش نہیں باقی رہتی۔"

قرآن کی تعلیم تمام دینی و دنیوی ترقیوں کا سرچشمہ ہے

مسٹر ایچ ایس لیڈر نے اپنے لیکچر کے دوران میں جو "عربوں کا احسان تمدن پر" کے عنوان سے اورینٹل لٹریری سرکل لندن میں دیا فرمایا کہ۔

"ذرا ایک نظر ان اصولوں کو دیکھیں جو عربوں کو اسی وقت پیش نظر تھے جبکہ وہ ایک فاتح قوم کی حیثیت سے گزر کر ایک امن و ترقی بخش قوم کی شان اختیار کرنے لگے تھے تو اس کے لئے ہمیں قرآن و حدیث کی جانب رجوع کرنا ہو گا۔

ان مسلمانوں کے بچوں کی تعلیم قرآن کی تعلیم سے شروع ہوتی تھی' جو ان کے نزدیک تمام دینی و دنیوی ترقیوں کا سرچشمہ تھی۔ تعلیم قرآن سے ان کے یہاں فلسفہ و حکمت کے مدارس پیدا ہوئے اور ان مدارس نے بڑھ کر یونیورسٹی کی شکل اختیار کی۔ اس کا نتیجہ تھا کہ وسط افریقہ جو اس براعظم کا دور افتادہ ترین حصہ ہے جس کو اس بیسویں صدی کی روشنی کے زمانہ میں تاریک براعظم کہا جاتا ہے وہ ترقی کے اعتبار سے اپنے عہد کی بڑی سے بڑی یورپین سلطنت سے بہتر تھا۔"

اعلان تعطیل

جلد نمبر ۱۳ شمارہ نمبر ۴۰ عید الفطر کی تعطیلات کی بنا پر شائع نہیں ہو گا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرما لیں۔ (ادارہ)

خنزیر کی حرمت پر اللہ کی حکمت

حکیم محمد کامران یوسف کراچی پاکستان

(۱) مشہور جانور ہے۔

(۲) بد ہیئت ہے۔

(۳) دو قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) اہلی۔ اسکی دم بڑی ہوتی ہے اسکو بھدو ڑہ کہتے ہیں۔

(۴) اسکی کھال گوشت اور چربی سے علیحدہ نہیں ہو سکتی اس لیے اسکے بالوں کو جلادیتے ہیں۔

(۵) جب سور بیمار ہو جاتا ہے تو کیکڑا کھالیتا ہے اور اچھا ہو جاتا ہے۔

(۶) اسکی ایک آنکھ نکال دی جائے تو مرجاتا ہے۔

خنزیر کے انسانی جسم پر اثرات

(۱) اسکا گوشت بدن میں سدہ (آبزرکشن) پیدا کرتا ہے۔ (۲) گرمی پیدا کرتا ہے۔ (۳) گاڑھی خلط (سودا) پیدا کرتا ہے۔ (۴) بدن کو بھدا کرتا ہے۔ (۵) عقل کو خراب کرتا ہے۔ (۶) دیر ہضم ہے خشکی پیدا کرتا ہے۔ (۷) طحال کی بیماری پیدا کرتا ہے۔ (۸) معدے میں فساد پیدا کرتا ہے۔ (۹) زیادہ کھانے سے مرد کو مخنث بنادیتا ہے۔ (۱۰) اسکو کھانے سے غیرت و حمیت جاتی رہتی ہے۔ (۱۱) جذام پیدا کرتا ہے۔

بعض سوروں کے گوشت میں خطرناک قسم کے کیڑے ہوتے ہیں جو انسانی جسم میں منتقل ہو کر آنتوں میں رہتے ہیں ان میں سے ایک مادہ پانچ سو انڈے دیتی ہے جن سے چھ یوم میں کیڑے پیدا ہو کر تمام جسم میں پھیل جاتے ہیں۔

کیڑوں سے پیدا ہونے والے عوارضات

کیڑوں سے بچے پیدا ہو کر آنتوں کے تمام پردوں میں پھیل جاتے ہیں۔ بھوک بدستور لگتی ہے اور آنتیں بھی اپنے کام میں لگی رہتی ہیں مریضوں کو تکان شروع ہو جاتی ہے عقل میں تنزل آنے لگتا ہے۔ جوڑوں میں درد ہونے لگتا ہے علامات جلدی جلدی وقوع پذیر نہیں ہوتیں بلکہ مریض روز مرہ کے کاموں میں لگا رہتا ہے کچھ عرصہ بعد رگوں اور پٹھوں میں درد ٹھہر جاتا ہے پھر پٹھے اکڑ جاتے ہیں اور بخار ہو جاتا ہے اور آخر علامات شدت اختیار کر لیتی ہیں اور قے بھی شروع ہو جاتی ہے اس بیماری میں اور بیٹھنے میں تیز کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ قے کا سبب بہت سے کیڑوں کا آنتوں میں داخل ہو جانا شمار کیا جاتا ہے پھر چند روز بعد پٹھوں میں درد شروع ہو جاتا ہے اور آخر مریض کو چلنا پھرنا دشوار ہو جاتا ہے پٹھے ایسے اکڑ جاتے ہیں جیسے مردے کے مریض کے ہاتھ کلائیوں سے اور پنڈلیاں رانوں سے جڑ جاتی ہیں جسکی وجہ سے اس کو ہاتھ پاؤں پھیلانے کی طاقت نہیں رہتی۔ بدن متورم ہو جاتا ہے سانس رک رک کر آنے لگتی ہے۔

بخار کی شدت ہر وقت رہتی ہے نبض سریع (تیز) ہو جاتی ہے آخر مرض بڑھتے بڑھتے بیمار چل بستا ہے کبھی شفا بھی ہو جاتی ہے۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE) Registered No. M-160

ہمارا نصب العین اسلام کی سربلندی، عقیدہ ختم نبوت و ناموس رسالت ؐ کا تحفظ

اور گستاخ رسول فتنہ قادیانیت کا پرزور تعاقب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین کی تمام دردمندان اسلام اور شمع ختم نبوت کے پروانوں سے

اپیل

الحمد للہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے یوم تاسیس سے لے کر اب تک اسلام کی سربلندی، عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت ؐ کے تحفظ کے ساتھ ساتھ

گستاخ رسول فتنہ قادیانیت کا پرزور تعاقب کر رہی ہے

○ عالمی مجلس کے راہنماؤں اور مبلغین کی کوششوں سے اب تک ہزارہا افراد قادیانیت سے تائب ہو چکے ہیں۔ صرف ایک افریقی ملک "مالی" میں ۳۰ ہزار افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ○ جماعتی لٹریچر جو متعدد زبانوں میں شائع ہو چکا ہے (اور مزید زبانوں میں شائع کرنے کی کوششیں جاری ہیں) اس کے اور جماعتی مبلغین کے ذریعے پوری دنیا قادیانیت کے دجل و فریب سے آگاہ ہو چکی ہے ○ تبلیغی نظام کافی وسیع ہو چکا ہے۔ متعدد بیرونی ملکوں میں جماعتی شاخوں کے علاوہ دفاتر، قرآنی تعلیم کے لئے مکاتب قائم ہو چکے ہیں۔ اندرون ملک ۵۰ سے زائد ہمہ وقتی مبلغ، ۱۰ عربی مدارس قائم ہیں، مدارس میں بیرونی طلباء کے اخراجات عالمی مجلس آپ حضرات کے دیئے ہوئے عطیات سے پورا کرتی ہے۔ ○ جماعت کے دو ہفتہ وار رسالے قادیانیت کے پرزور تعاقب میں مصروف ہیں۔ امسال عالمی مجلس نے ایک عظیم الشان منصوبہ پر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کام شروع کیا ہوا ہے اور وہ ہے روس کی غلامی سے آزادی حاصل کرنے والی ریاستوں اور کیمونسٹوں کے جبر و تشدد سے نجات حاصل کرنے والے لاکھوں مسلمانوں میں قرآن مجید پہنچانا۔

یہ آزاد ریاستیں

کسی زمانہ میں اسلامی علوم و فنون کا مرکز رہی ہیں۔ امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام برہان الدین فرغانیؒ، صاحب ہدایہ، امام ابو حفص کبیرؒ، امام ابو اللیث سمرقندیؒ اور امام ابو منصور ماتریدیؒ اسی سرزمین سے اٹھے جن کے علمی فیضان سے پورا عالم اسلام مستفید ہوا لیکن ان مسلم ریاستوں پر روس کے ظالمانہ و جابرانہ تسلط نے عالم اسلام کی ان مایہ ناز ریاستوں کو بنجر بنا کر رکھ دیا۔ آج وہ سرزمین قرآنی تعلیم کی پیاسی اور وہاں کے مسلمان ہم سے قرآن مجید کے طالب ہیں۔ ایسے میں عالمی مجلس کے وفد نے وہاں کا دورہ کرنے کے بعد ۱۰ لاکھ قرآن مجید جماعت کی طرف سے چھپوا کر وہاں پہنچانے کا فیصلہ کیا جو الحمد للہ آپ کی دعاؤں سے زیر طبع ہے اس وقت ہزاروں قرآن مجید وہاں پہنچا بھی دیئے ہیں۔

ان تمام منصوبہ جات خاص طور پر وسطی ایشیا کی ریاستوں میں قرآن مجید پہنچانے کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے عالمی مجلس کو آپ کے تعاون کی اشد ضرورت ہے

ہم تمام اہل اسلام اور شمع ختم نبوت کے پروانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ

وہ موجودہ مہینوں خصوصاً رمضان المبارک میں مذکورہ منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنی زکوٰۃ، صدقات، خیرات اور خاص طور پر عطیات سے دل کھول کر امداد فرمائیں۔

فقیر خان محمد
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

محمد یوسف لدھیانوی
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عزیز الرحمٰن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ترسیل زر کا پتہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان۔ فون:۔ ۴۰۹۷۸

کراچی کا پتہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون ۷۷۸۰۳۳۷

نوٹ:۔ کراچی کے احباب الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ میں براہ راست رقم جمع کر کے دفتر کو اطلاع دیں۔